UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188094
UNIVERSAL
LIBRARY

سلسلہ تالیفات وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر
نمبر (۳۰۱)

تاریخ عرب قدیم

از تالیفات
عبداللہ العمادی

مطبوعہ نول کشور سٹیم پریس لاہور

CHECKED. 1951

قابلِ قدر کُتب

Checked 1965

تمدنِ اسلام (از مولوی محمد حلیم صاحب انصاری) ہر دو حصص ... ... ے

الاسلام (از مولوی فتح محمد صاحب جالندھری) ۸ر

الحجاب (مترجمہ منشی محمد خلیل الرحمٰن صاحب) ... ... ۶؍

ترتیب القرآن (" " " ") ... ... ۴؍

مائدہ محمدیہ (از مولوی حسام الدین احمد صاحب) ۲؍

اختلاف اللسان (از منشی وجاہت حسین صاحب وجاہت اڈیٹر اصلاحِ سخن)

اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر (مؤلفہ و مرتبہ شمس العلما شبلی نعمانی) ...

سوانح عمری مولوی روم (مؤلفہ و مرتبہ شمس العلما شبلی نعمانی) ... ...

حیات خسرو (از منشی سعید احمد صاحب مارہروی) ۳

آثارِ خیر (" " " ") ... ...

آثارِ اکبری (تاریخ فتحپور سیکری) " " " " " ... ...

مسلمانوں کی ترقی اور اُنکے تنزل کے اسباب (از نواب محسن الملک بہادر مرحوم)

تقلید عمل بالحدیث (از نواب محسن الملک بہادر مرحوم)

اسلام کی دنیوی برکتیں

التربیۃ (از شمس العلما خواجہ الطاف حسین صاحب حالی) ...

تدبیر ... (" " " " ") ...

Checked 1969.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ۔

شام وعراق میں بکثرت ایسے شہر موجود ہین جو قبل اسلام کی قدیم عربی سلطنتوں کی یادگار ہین صیدا، صور، عکا، حیفا، یافہ، غزہ، عسقلان، بال جبیل، ارواد، بیروت، حمص، دمشق، یہ سب ایسے مقامات ہین جن میں مختلف عربی سلطنتین اور حکومتین قائم تھین اور جن کے مٹے ہوئے آثار اب بھی انکی عظمت وجلالت کا افسانہ سنا رہے ہین۔ یہ سلسلہ شام سے دجلہ و فرات تک مسلسل تھا ان دونون مقدس دریاؤن کے سواحل پہ بابل واشور کی مشہور سلطنتین عہد قدیم کے تمدن کا پھریرا اڑا رہی تھین اور اس سرے سے اُس سرے تک سامی (سامیٹک) عنصر او سامی زبان کا ان تمام مقامات میں سکہ رائج تھا۔ بحر متوسط کے شمالی وجنوبی سواحل پر جن اقوام نے نوآبادیان اور

مقدس بستیان آباد کین اور جن بزرگون نے یورپ اور افریقہ کو اُس زمانہ مین تجارت صنعت و مذہب و علم سے روشناس کیا وہ انھین سواحل صیدا و صور کے باشندے تھے اور وہی پاک سامی خون اُن کی رگون مین موجزن تھا۔ جس نے بعد مین اُولعزم پیغمبرون سے زمانہ کا تعارف کرایا - آج وسط افریقہ و اسٹریلیا و جزائر پاسیفک مین جو تجارتی و تمدنی ذخیرہ یورپ سے آتا ہے اور انگلستان کی روشنی جس طرح آج ہندوستان پر پڑ رہی ہے اسی طرح اُن دنون یورپ کی تاریکی مٹانے مین سامی ممالک آفتاب کی کرنون اور ریڈیم کی شعاعون کا کام دے رہے تھے عراق سے لیکر شام تک یہی ایک نسل آباد تھی اور وہی سامی زبان جس کے ایک خاص لہجہ (عربی) کا جاننا آج کل ہندوستان مین تاریک خیالی کا معیار سمجھا جاتا ہے اِس پردیسی قوم کی زبان تھی ۔

یہ قوم کہان سے آئی اور اسکا اصلی مولد و منشا کہاں تھا ؟

اس سوال کا جواب دینا ہمارا خاص فرض تھا ، اسلئے کہ زمانہ ہمکو اس قوم کی یادگار سمجھ رہا ہے لیکن

ازمن اکنون طمع فضل و ہنر ہیچ مدار   کان ترقی کہ تو دیدی ہمہ برباد آمد

جس طرح یہ قوم مذہب ، تمدن ، علم ، صنعت ، سیر و سیاحت اور نوآبادیون کے پھیلانے مین مشہور تھی آج اُسی طرح ہم زمانے کے اثر سے الگ تھلگ رہنے میں شہرۂ آفاق ہیں ، لہٰذا اس داستان کو اگر ہم یورپ کی زبان سے سُنیں تو ناظرین ہمکو معاف فرمائین گے ۔

مسیحی تاریخ کے ڈھائی ہزار برس قبل تک کے حالات کچھ و کچھ ہم کو معلوم ہین ،

یادگارون اور کتابون سے دریافت ہورہا ہے کہ اس وقت دنیا کا جس قدر حصہ مشہور تھا اُس قوم کے آثار تمام پھیلے ہوے تھے یورپ وافریقہ وایشیا کے کوچک مین جسقدر تجارت تھی اسی قوم کے ہات مین تھی، صنعت وزراعت پر اُسی کا قبضہ تھا، نئے شہر آباد کرنے کی طاقت اُسی کے زبردست ہاتون مین تھی، یہ سب مسلمات ہین اور عالم تحقیق کو علانیہ اعتراف ہو کہ دنیا مین اُن دنون جس قدر تمدن وعلم وادب تھا سب پر اسی قوم کی حکومت تھی۔ بابل کے کھنڈرون آشور کے ویرانون، مصر وشام کے شہرون، اور یمن کی خاک مین یہ سب خزانے دفن ہین، اور موسیو مورگن کو عراق عرب وغیرہ مین جو ٹوٹے پھوٹے کتبے ملے ہین اُن سے اِس قیاس کی پوری تائید ہوتی ہے اور یہ شبہ ماننا پڑتا ہے کہ اِن تمام مقامات مین ایک ہی قوم کی شاخین پھیلی ہوئی تھین جن کی زبان سامی تھی علم الآثار سے یہ بھی دریافت ہوتا ہے کہ اِس قوم کے پہلے اِن ممالک مین چند ترقی یافتہ قومین آباد تھین جن مین قوم اکادی وسومرہ کا نام خصوصیت کے ساتھ اہل فن کی زبان پر آتا ہے یہ قومین سامی نہ تھین، ان کے اخلاق وعادات وزبان سب چیزین سامیون سے جدا تھین۔ اب تک جو آثار برآمد ہوئے ہین اُن کی بنا پر یہ رائے قایم کی گئی ہے کہ کسی نامعلوم زمانہ مین سامیون کے فاتحانہ حملون نے ان قومون کو تباہ کرڈالا، ان کی بستیان چھین لین، اور آخر اس مغلوب عنصر کا تجزیہ کرکے ہمیشہ کے لیے متفرق وپریشان کردیا، اگر کچھ بچے بھی تو جیسا کہ امریکہ کے اصلی باشندے (ریڈ انڈین) یورپین فاتحون کے ساتھ مخلوط ہوکر اپنی اصلیت کھو بیٹھے ہین وہ بھی اپنی قومیت کو حملہ آورون کی دست درازی سے

محفوظ نہ رکھ سکے۔

یہ حملہ آور قوم جس کے تمدنی آثار آجتک باقی ہین کون تھی اور کہان سے آئی؟ یہ ممکن نہین کہ فرات و دجلہ کے مشرق و شمال سے یا خلیج فارس کے مشرقی یا شمالی حصہ سے اُس نے حملہ کیا ہو، اس لئے کہ ان مقامات مین نہ کبھی یہ قوم آباد ہوئی اور نہ یہان کہین اس قوم کے آثار کا نام و نشان ملتا ہے۔ یہان اُن دنون قدیم مادی وایرین وکرد و تورانی وغیرہ آباد تھے، لہذا سامیون کا اصلی وطن ان ممالک کو بتانا بالکل خلاف قیاس ہے۔ ایشیائے کوچک و سواحل بحر اسود یا اُس کے قرب و جوار کی نسبت بھی یہ رائے نہاین قائم کیجا سکتی، اس لیے کہ ان ممالک مین علم الآثار نے جن اقوام کے آثار دریافت کیے ہین اُن کے اوضاع و اطوار و زبان کو سامیون سے کوئی نسبت نہ تھی اور نہ اُن کے آداب و شایستگی مین سامیت کا کوئی شائبہ تھا۔

ہو نہو یہ قوم جنوبی ممالک یعنی عرب سے آئی ہو

تحقیق کو جس قدر وسعت ہوئی یہی ثابت ہوا کہ قدیم اشوریون اور بابلیون کا اصلی وطن عرب تھا عرب سے نکلکر جب دوآبہ دجلہ و فرات مین آئے ہین تو ایک ہات مین تلوار تھی اور دوسرے مین تمدن، تلوار کی قوت سے ملک فتح کیا اور تمدن کی طاقت سے شایستگی پھیلائی۔ اُن کا اثر اس قدر وسیع اور دیرپا تھا کہ سلطنت برباد ہونے پر بھی اُن ممالک مین اُن کی زبان میں تحریر و تقریر تہذیب کی نشانی سمجھی جاتی تھی۔ پیشدادیون[1] کے جو آثار نکلے ہین اور ابینٹون اور پتھرون پر جو شاہی احکام

---

[1] پیشدادیون سے ہماری مراد ایران کے وہ سلاطین ہین جو ساسانیون کے قبل گذرے ہین ایرانیون نے

یا مذہبی دعائین منقوش ہین سب اُسی زبان (سامی) مین ہین جو عربی لہجہ کی اصل
بنیاد ہے۔ ایشیائے کوچک مین جہان یونانی عنصر غالب تھا وہان بھی خطِ سماری
مین اِسی زبان کے کتابے ملتے ہین، صاف معلوم ہوتا ہے کہ حکومت مٹنے پر بھی بہت
دنون تک یہی زبان شائستہ طبقہ کی زبان تھی، اور یہ کچھ تعجب کی بات نہین سلطنت
غرناطہ کے زوال پر بھی سالہا سال ملک مین عربی کا رواج رہا۔ ہندوستان مین بھی
سلطنت مغلیہ کے انقلاب پر تا بہ زمانہ دراز تک انگریزی عدالتون اور دفترون مین
فارسی زبان کی حکومت تھی اور باوجود کثرت موانع اور انگریزی کے قبضۂ مخالفانہ
کے اب بھی فارسی کا نام باقی ہے

ساحل بحر متوسط پر میدان ساوہ سے حجاز تک شمالی و جنوبی و مغربی قطعات
مین جس قدر آبادی تھی سب کی زبان خالص سامی تھی۔ جنوب مین عمالقہ آباد تھے
جو براہ راست عرب سے آکر آباد ہوے تھے۔ مورخین عرب علانیہ لکھتے ہین کہ عمالقہ خاص
عرب سے براہ حجاز شام مین آئے تھے۔ عبرانی، ادومی، موابی، عمونی، دوابۂ دجلہ و فرات
سے نکل کر شام مین آباد ہوئے تھے۔ دمشق مین ارامی آباد تھے۔ جنھون نے عبرانیون سے
بھی پہلے ارض بابل سے نکلکر یہان بود و باش اختیار کی تھی۔ محکمۂ تحقیق کا فیصلہ ہے
کہ یہ ساری قومین ابتداءً عرب سے نکلکر دوآبہ دجلہ و فرات مین آباد ہوئین اور جب

جو چار تقسیم (پیشدادی، کیانی، اشکانی، ساسانی) کی ہے ازروے تحقیق جدید یہ اصلا صحیح
نہین کیونکہ اِن کے علاوہ اور دوسرے خاندانون نے بھی حکومت کی ہے۔ ہم اُن سب سلاسل
سلطنت کو پیشدادی کہتے ہین جنکی حکومت ساسانی خاندان سے قبل تھی۔

عراق کی وسعت بھی اُن پر تنگ ثابت ہوئی تو شام کی طرف رُخ کیا، اس امر کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ عرب سے ہجرت کا سلسلہ برابر جاری تھا، عربی قبائل وسط و شمال عرب سے بغرض تجارت آتے تھے اور زرخیز زمین کی شادابی دیکھ کر اکثر یہین رہ جاتے تھے۔ یہ سلسلہ عہد اسلام کے قبل تک جاری رہا مسیحیت کی ابتدائی صدیون مین بنی غسان یمن سے شام مین آئے اور اضلاع حوران مین آباد ہوئے اُن کی آبادی شام سے شمالی فرات تک پھیلی ہوئی تھی۔ یہودیون کی تاریخین بتا رہی ہین کہ قبایل سلیح و ضجعم و تنوخ فلسطین مین عرب سے آئے تھے اور بحر مردار کے مشرقی و جنوبی سواحل پر آباد ہوے تھے۔ حضرت عزرا و حضرت نحمیا، کے عہد میں اورشلیم (بیت المقدس) پر شاہان طوبیا و سنبلط جب حملہ آور ہوے ہین تو سردار عرب جشم اُن کی مدد پر تھا۔ فتوحات بخت نصر (بنوخذ نضر) کے دوران مین بھی یہودیون اور اہل عرب مین تعلقات کا پتہ چلتا ہے، حضرت ارمیا نے جو پیشین گوئی کی تھی اُس مین اہل عرب کے تمام اوصاف مذکور ہین۔ حضرت ایلیا کے زمانہ مین عربون نے یہودیون پر زر و شور سے فوجکشی کی تھی اور سارا خزانہ لوٹ لیا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد مین شعرائے بنی اسرائیل نے جو نظمین لکھی تھین اُن مین بنی قیدار (قوم عرب) کے خیمون کی تشبیہین اور اونٹون کے بکثرت استعارات موجود ہین۔

صرف یہی نہین کہ عربی قبائل عرب سے آکر شام و عراق میں آباد ہوتے تھے بلکہ وطن کی محبت کبھی کبھی ان ممالک کے باشندون کو بھی عرب مین لے جاتی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خاص عرب مین ایک قربان گاہ بنائی تھی جس کا

تذکرہ توراۃ میں بھی موجود[1] ہے۔ قطورہ کے سارے خاندان نے اور خود حضرت اسماعیل نے عرب مین سکونت اختیار کی تھی۔ مصر و عراق کے مابین تجارتی راستے انہین عربون کے قبضہ مین تھے۔ حویلہ جس کا تذکرہ توراۃ مین ہے وہ جبل شمر کا شہر ابن الرشید ہے جسے اب بھی حایل کہتے ہین، تین ہزار برس کے انقلاب نے صرف اتنا تغیر کیا کہ حویلہ سے حایل ہوگیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خود عربی الاصل تھے اسلیے کہ انکا خاندان عراق سے ہجرت کرکے شام میں آباد ہوا تھا اور یہ ثابت ہوچکا ہے کہ عراق کی سامی قومون کا اصلی وطن عرب تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ مین رفائی، روزی، ایمی، حوری، اور عمالقہ کا بڑا تسلط تھا اور یہ سب قومین خالص عرب تھین۔ صرف یہی نہین بلکہ مصر مین ان دنون جو سلطنت حکمران تھی وہ بھی خالص عربی سلطنت تھی، تاریخ مین اس سلطنت کا نام ہکسوس یا دولۃ الرعاۃ ہے۔

عجیب اتفاق یہ ہے کہ حبرون جسے آج شہر خلیل کہتے ہین بقول پروفیسر سایس ان دنون خبیری کے نام سے موسوم تھا۔ علامہ ابن خلدون نے طبری کی روایت نقل کی ہے کہ خبیری قدیم عربی قوم عاد کا ایک زبردست قبیلہ تھا۔ جلہمہ بن خبیری

[1] توراۃ (کتاب پیدائش) باب ۱۲، آیت ۸ مین ہے کہ "وہ اس نے (حضرت ابراہیم نے) بیت ایل کے پورب کے ایک پہاڑ کے پاس اپنا ڈیرا کھڑا کیا، بیت ایل اسکے پچھم اور عی اوس کے پورب تھا وہان اوس نے خدا کے لیے ایک قربانگاہ بنائی اور خداوند کا نام لیا" عبرانی مین "ایل" اور عربی مین "ال" اللہ کا نام ہے، بیت ایل بیت اللہ، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت اللہ وہان پہلے موجود تھا، قربانگاہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کی رسم بہت پہلے رائج تھی۔

اس قبیلہ کا سردار تھا جب قوم عاد پر خدا نے آندھی کا عذاب نازل کیا تو یہ قبیلہ بھی اسی طوفان مین ہلاک ہو گیا، صرف دو شخص لقمان بن عاد و مرثد بن سعد جو مکہ مبارکہ مین استسقا کے لیے آئے تھے بچ گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس حادثہ کے بعد خیبر یون کا بقیۃ السیف قافلہ وہان سے ہجرت کر کے حبرون آیا اور حسب تحقیق پروفیسر سائیس خیبری کے نام سے یہان شہر بسایا۔ قوم عاد بھی یمن مین اس حادثہ کے بعد زیادہ نہ ٹھیر سکی، اُس نے بھی ہجرت کی اور مصر مین آکر اپنی قومی سلطنت (دولۃ العماق) کی بنیاد ڈالی۔ توراۃ مین ہے کہ حبرون صوعن کے سات برس قبل آباد ہوا۔ صوعن اُسی مقام پر تھا جہان آج کل دارالسلطنت قاہرہ کے متصل مطریہ کی آبادی ہے، اس شہر کو اسی قوم عاد نے آباد کیا تھا جس کا مذاق فن تعمیر مین اس قدر شہرۂ آفاق تھا کہ اس کی رفیع الشان آبادیان عموماً ”ذات العماد“ کے لقب سے نامزد تھین۔

قوم عاد کی سطوت و جبروت کے افسانے بنی اسرائیل مین زبان زد تھے اسکی شاندار آبادیون کا مرکز کنعان تھا جو بعد مین بنی اسرائیل کے قبضہ مین آیا۔ یہ قبیلہ یمن سے ہجرت کر کے آیا تھا، ارض یمن مین اس کے کھوئے ہوے نشانات کچھ مٹے مٹے سے نظر آتے ہین، جغرافیون مین یمن کے شہر امیر کا تذکرہ موجود ہے یمن سے کنعان مین آکر امیر کا اموری ہو جانا کوئی تعجب انگیز امر نہین ہے۔ سرزمین کنعان کے پرانے شہر حورہ سے دنیا ناواقف نہین ہے، یہان بھی عرب کی آبادی تھی، قرین قیاس ہے کہ یہ قوم بھی یمن سے آئی ہوگی۔ اصبح قوم حمیر کی ایک شاخ تھی۔ یمن مین حوار کے نام سے جو شہر اس نے آباد کیا تھا اہل عرب اس کا نام اب تک

نہین بھولے ہین ممکن ہے کہ حورہ کے آباد کرنے والے اسی جوار کے باشندے رہے ہون -

کنعان کی شہرۂ عالم قوم فینقیہ (فینیشیہ) کو کون نہین جانتا، اِس قوم نے دنیا مین شایستگی کے ذرائع اُس وقت وسیع کیے ہین جبکہ دنیا کا اکثر حصہ اس نام سے ناآشنا تھا - یورپ کے ہر گوشہ مین اِس کے آثار ملتے ہین اور ہر یادگار سے اسکی شاندار عظمت کا اندازہ ہوتا ہے یہ حد درجہ کی بلند ہمت اور تجارت پیشہ قوم تھی، صور، وصیدون کے نام سے جو دو شہر اس نے آباد کیے تھے وہ "سمندر کی ملکہ اور دنیا کی تجارتی منڈی" مشہور تھے - اسکا مولد و منشا کہان تھا؟ اس قوم مین سامی زبان کا وہ لہجہ شائع تھا جسے "ارامی" کہتے ہین، یہ لہجہ اُن عربون کا تھا جنھون نے ارک و اکد و کلنہ وغیرہ آباد کیے تھے - یورپ کی راے ہے کہ دوسرے سامی النسل اقوام کی طرح یہ قوم بھی عرب سی عراق مین آئی اور عراق سی ہجرت کر کے شام مین آباد ہوئی، لیکن پروفیسر ضومط کو اس خیال کی واقعیت سے انکار ہے -

قدیم یونانی تاریخین بتا رہی ہین کہ قوم فینقیہ نے بحرین و خلیج فارس سی ہجرت کی تھی، جغرافیہ طبعی کے ماہرین خوب جانتے ہین کہ بحرین عرب کا ایک طبعی حصہ ہے سواحل خلیج فارس اور بحرین مین قطیف سے شرجہ تک اسی ایک قوم کی آبادیان تھین، جس مقام پر اب جزیرۂ کشم و بندر ہرمز واقع ہین وہان ان کی متعدد بستیون کے نشانات ملتے ہین - کہا جاتا ہے کہ جس طرح بخت نصر نے شام مین ان پر تباہی ڈالی تھی کوئی نامعلوم بادشاہ بحرین مین ان پر حملہ آور ہوا اور ساری آبادی خاک مین

ملادی، مجبوری نے اُن کو وہان سے نکال کر دوبارہ عمان و یمن مین پہنچایا یہان انھون نے شہر صور و صیدا آباد کیے، صور عمان بین اور صیدا یمن کے جنوبی حصہ مین مقام زبید و مخا کے مابین واقع تھا۔ مدتہاے دراز کے بعد جب وہان سے آکر سواحل فینیقیہ پر نوآبادیون کی داغ بیل ڈالی تو پہلے دو شہر جو آباد کیے وہ صور و صیدون تھے، اِن کے نام بھی وہی رکھے گئے کہ یادِ وطن تازہ ہوتی رہے صور بڑا شہر تھا اور اُسکی آبادی بڑے پیمانہ پر تھی۔ لیکن صیدون کی ابتدائی ہیئت مختصر تھی اور اُس مین ارض یمن کے شہر صیدہ کی شان نہ تھی۔ ارامی زبان مین صیدون صید کی تصغیر ہے، کیا عجب ہی کہ بہ نسبت صیدہ کے آبادی کم ہونے کی وجہ سے اس کا نام صیدون پڑا ہو۔

دیار عمان اور جنوبی یمن سے ہجرت کر کے شام مین آباد ہونے کی اِس سے واضح اور کیا دلیل ہوگی کہ اِن ممالک مین اب تک وہ یادگارین ناپید نہین ہوئین باب المندب کے شمال مین ایک شہر، ایک وادی، ایک پہاڑ، اور ایک وشوار گزار راستہ صیدہ کے نام سے اب تک مشہور ہے اور اس نام کی ایک قوم بھی ہے جو یمن کے مختلف نواح مین متفرق ہے، یہ جتنے نام ہین سب قدیم ہین اور یونانیون کے جغرافیہ مین بھی ان کا تذکرہ موجود ہے۔ اہل عرب کی عادت تھی کہ جس نئے ملک مین جاتے تھے وہان اپنے ملک کے نام سے نئے نئے شہر بساتے تھے۔ اسپین و پرتگال مین شام سے گئے تھے، وہان بعض شہر اب بھی اُن کے فاتحانہ جوش کی یادگار موجود ہین جن کے نام وہی ہین جو سرزمین شام کے شہرون کے ہین۔

اہل فینیقیہ کی زبان عربی نہ تھی ارامی تھی (گو ارامی بھی عربی ہی کی بہن ہی)

اس کی وجہ یہ ہے کہ بحرین مین دو عنصر تھے ۱ ایک یہی عربی اور دوسرا ارامی۔ ارامی عنصر کو ہمیشہ غلبہ رہا۔ ساتھ رہنے سہنے اور باہمی اختلاط و معاشرت کی وجہ سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ ارامی عنصر نے ہر صنف مین شریک غالب کا استحقاق پیدا کرلیا ایران سے ہندوستان مین آکر پارسیون کی زبان گجراتی ہوگئی، اسپین کے طولانی قیام نے تمام یورپ کے یہودیون کی قومی زبان ہسپانی بنا دی، ارامیون کے امتزاج سے اگر ان کے بھائی عربون کا لہجہ بھی ارامی ہوگیا ہو تو ہم کو زیادہ متعجب نہ ہونا چاہیے۔

ملک حبش مین دو قومین آباد ہین، ان میں ایک قوم (غالہ۔ گالا) کی زبان آج بھی ایک طرح کی عربی کہی جاسکتی ہے۔ یہ قوم جس زمانہ مین عرب سے نکلکر حبش مین آباد ہوئی ہے اس کی تاریخ قدامت کی تاریکی مین گم ہے۔ یہ سچ ہے کہ بعد میں عرب سے تعلقات ترک ہوجانے، علمی روشنی نہ پہونچنے اور مقامی آب وہوا کے اثر نے اس زبان کی ہیئت بدل دی ہے۔ اب اسکو کسی طرح خالص عربی نہیں کہہ سکتے لیکن جب تغیرات زمانہ نے صرف تیرہ صدیون مین خود مکہ معظمہ کی زبان خراب کردی ہو تو حبش و مالطہ (مالٹا) کی عربی کو الزام دینا صحیح نہین۔ قرآن اگر عربیت کا معیار نہ ہوتا اور عربی زبان کے کھوٹے کھرے کی جانچ اور تنقید اس سے نہ ہوتی تو جس طرح ایک ہندی کی بہتر زبانین ہوگئین عربی کی اس سے بھی زیادہ ہوجاتین حبش کی دوسری قوم جس کا عنصر وہان زیادہ غالب ہے قوم امہری ہے جو حامی نسل کی ہے اور اسکی زبان بھی حامی ہے لیکن عربی کے بگڑے ہوئے الفاظ اور ترکیبین اس مین بھی ہین۔

کہا جاتا ہے کہ قبطی زبان مین بھی عربی اثنہ موجود ہے اور ایسا ہونا خلاف قیاس بھی نہین ہے۔ قبطیون پر مدتون اہل عرب نے حکومت کی ہے اور وُہی بادیہ گرد قوم جسے قبطی "چرواہا" کہا کرتے تھے صدیون اُن کی آزادی کی مالک رہی ہے۔ سلطنت رعاۃ کے قبل بھی دریافت ہوتا ہے کہ قوم حمیر و سبا و یوب کی حکومتین فرعون کے ملک مین قائم تھین۔

غرض کہ عہد قدیم مین جہان جہان سامی قومین عروج پر تھین اور سامی زبان کا جن ممالک مین فروغ تھا از روے ارکیولوجی سبکا وطن اصلی عرب ثابت ہوتا ہی عراق و مشرقی و شمالی خلیج فارس و سواحل رود نیل و مغربی بحر متوسط اور بحر عرب کے جنوبی کنارون سے لیکر شمالی افریقیہ کے سواحل تک اہل عرب کی نوآبادیان تھین جو مختلف اوقات مین اپنے وطن سے نکل کر یہان آباد ہوے تھے۔ تحقیق کا آخری نتیجہ یہ ہے کہ جس طرح عہد رسالت مین اسلامی تمدن کی روشنی کا نقطۂ شعاعی عرب تھا اسی طرح قدیم زمانہ کی سب سے پرانی تہذیب و شائستگی کے مرکز ہونے کا بھی اسکو دعویٰ ہے۔ عرب مین اب بھی وہ شعلے دبے ہوئے ہین جنھون نے اسلامی فتوحات کے عہد مین ساری دُنیا مین آگ لگا دی تھی۔ قدیم عربی تمدن کے زوال نے جب سارے ملک مین تاریکی پھیلا دی تو زمانہ کو ضرورت ہوئی کہ دُنیا کے سب سے بڑے عظیم الشان مصلح (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کے مطلع انوار سے آفتاب اسلام طلوع ہو، اسی طرح آجکل جب کہ اسلام مین ہر طرح کے اچھے بُرے رسم و رواج کی آمیزش ہو گئی اُسکو اصلی حالت پر لانے کے لیے پھر ایک مصلح کی ضرورت ہے جس کے فرائض منصبی کی تصریح خود حدیث نے کر دی ہے کہ یملأ الدُّنیا قِسطًا وّ عدلًا کما مُلِئت

ظُلمًا وَّجورًا (یعنی دنیا کو جو ظلم و ستم سے معمور ہوگی عدل و انصاف سے بھر دیگا)
لیکن ایسے شخص کے پیدا کرنے کی صلاحیت عرب ہی مین ہے، سوڈان یا ہندوستان
کی خاک ایسے شخص کو نہین پیدا کر سکتی۔

قدیم عربی سلطنتیں

اہل عرب کا دعویٰ ہے کہ دنیا مین تمدن اور حکومت کی ابتدا عرب سے ہوئی
عربی حکومت کا ابتدائی مرکز اسلام کے قبل یمن تھا، اور سلاطین یمن نے دنیا کے
مختلف ممالک فتح کیئے اور متعدد قومون کو باجگذار بنایا۔ علامہ ابن قتیبہ نے کتاب
المعارف مین جہان قدیم سلاطین یمن کا تذکرہ کیا ہے وہان حارث الرائش کے
حالات مین لکھتے ہین۔

کان اقصے اثر الرایش فی غزوہ الاول الھند ثم غزا بعد ذلک الترک باذربیجان وما یلیھا وسبی الذریۃ[1]

شاہ رایش کی بڑی یادگار اوس کا وہ حملہ ہے جو اوس نے ہندوستان پر کیا تھا، اِس کے بعد اوس نے آذربائیجان اور اُسکے مضافات مین ترکون پر لشکر کشی کی اور اُنکی نسل تاراج کرڈالی۔

شاہ افریقیس کے واقعات مین تحریر کرتے ہین

غزا لغو المغرب فی ارض بربر حتی انتھی الی طنجۃ وافریقیس ھو الذی بنی افریقیۃ وبہ سمیت۔

شاہ افریقیس نے ملک مغرب مین لشکر کشی کی اور فتح کرتا ہوا طنجہ (بندرگاہ مراکش) تک پہنچگیا۔ افریقیہ کا بانی افریقیس ہی ہے اور اسی کے نام سے یہ موسوم ہے۔

---

[1] معارف ص ۲۰۹۔ اس کے بعد کی عبارتین صفحہ ۲۱۰ و ۲۱۱ سے منقول ہین

شاہ ذو الاذعار کے تذکرہ مین اسکا سبب تسمیہ ان الفاظ مین بتایا ہے

سمی بذلك لانه كان غزا بلاد النسناس (؟) فقتل منهم مقتلة عظيمة ورجع الى اليمن من سبيهم بقوم (كذا) وجوههم فى صدورهم فذعر الناس منهم فسمى ذا الاذعار۔

یہ اس کا نام اس لیئے پڑا کہ اس نے بن مانس اور جنگلی اقوام کے ملک پر حملہ کیا اور بڑی خونریزی کر کے ان کے قیدیون کو یمن مین لایا ان لوگون کے منھ معلوم ہوتا تھا کہ گویا سینون مین ہین۔ اہل یمن انکی عجیب خلقت دیکھکر گھبرا گئے جب سے بادشاہ کا نام ذو الاذعار یعنی گھبرا دینے والا پڑا

بادشاہ شمر کا حال لکھتے ہوئے بیان کیا ہے

خرج فى جيش عظيم حتى دخل ارض العراق ثم توجه يريد الصين فاخذ على طريق فارس وسجستان وخراسان فافتتح المدائن والقلاع وقتل وسبى ودخل مدينة الصغد فهدمها فسميت شمركند اى شمر اخربها واعربها الناس فقالوا سمرقند

وہ ایک بڑی فوج لیکر سرزمین عراق مین داخل ہوا، اور پھر چین کا رخ کیا۔ فارس وخراسان وسیستان کی راہ اختیار کی۔ شہرون اور قلعون کو فتح اور باشندون کو قتل وغارت کرتا ہوا شہر سغد[۱] مین پہونچا اور اس کو منہدم و برباد کر دیا۔ اسی وجہ سے "شمر کند" نام پڑا یعنے شمر نے کھود ڈالا۔ اب لوگون نے اس کو معرب کر کے سمرقند کہنا شروع کیا ہے

شاہ اقرن کے واقعات مین لکھا ہے

---

[۱] ضلع سمرقند کو عہد قدیم مین سغد کہتے تھے۔ معجم البلدان وغیرہ اسلامی جغرافیون مین یہی نام مذکور ہے۔

غزا بلاد الروم وکان اهلها یومئذ یعبدون الاوثان ودخل فیها حتی بلغ وادی الیاقوت (؟) فمات قبل ان یدخله ودفن هنالك	شاہ اقرن نے ملک روم پر لشکر کشی کی اور رومی اس زمانہ مین بت پرست تھے، بڑھتے بڑھتے وادی یاقوت (؟) تک پہنچ گیا لیکن داخل ہونے کے قبل مرگیا اور وہین دفن ہوا۔

تبع جس کی قوم کا تذکرہ قرآن شریف مین بھی ہی۔ ابن قتیبہ اس کا بیان کرتے ہوی تحریر کرتے ہین۔

اتاہ عن الترك ما کرھہ فسار الیھم علی جبلی طیئ ثم علی الانبار وھو الطریق الذی سلکہ الرائش فلقیھم فی حد اذربیجان فھزمھم وسبی منھم ورجع ثم غزا الصین ثم رجع وخلف بالتبت جیشا عظیما رابطة فاعقابھم بالتبت یعرفون ذلك	شاہ تبع کو جب ترکون سے تکلیف پہونچی تو وہ بنی طے کی دونون پہاڑیون کے رستے سے انبار کو روانہ ہوا۔ اسی راہ سے شاہ رائش نے بھی حملہ کیا تھا۔ ترکون سی آذربیجان کی سرحد پر مقابلہ ہوا۔ بادشاہ نے انھین شکست دی اور بہتون کو قید کرلیا وہان سی آکر پھر وہ چین پر حملہ آور ہوا اور واپسی کے وقت ایک بڑا لشکر تبت مین چھوڑ آیا۔ تبت میں اسکی نسل مشہور ہے

اس واقعہ کی تائید علامہ مسعودی کے بیان سے بھی ہوتی ہے۔ تبت کی بیان میں باشندگان تبت کے متعلق وہ لکھتے ہین۔

وقد کانوا فی قدیم الزمان یسمون ملوکھم تُبّعا لاتباع اسم تبع ملك الیمن ثم ان الدھر ضرب ضرباتہ	قدیم زمانہ مین اہل تبت اپنے بادشاہ کو "تُبّع" کہتے تھے اور اس لب مین شاہان یمن کی جن کا لقب تبع تھا پیروی کرتے تھو۔ انقلاب زمانہ

فتغيرت لغاتهم عن الحميرية
وحالت الى لغة تلك البلاد من
جاورهم من الامم فسموا ملوكهم
بخاقان

وقد تنازع الناس فی انسابهم
فمنهم من الحقهم بولد يافث بن نوح
ومنهم من الحقهم بالفرس الاولى فی
نسل طويل وبلاد التبت مملكة
متميزة من بلاد الصين والغالب
عليهم حمير وفيهم بعض التبابعة
على حسب ما ذكرنا من اخبار
ملوك اليمن فيما يرد من هذا الكتاب
وذلك موجود فی اخبار التبابعة ؎

سے حالت متغیر ہو گئی اور شدہ شدہ قوم حمیر
کی وہ عربی زبان جو ان مین رائج تھی ہمسایہ قوم
کی زبان سے بدل گئی اور بجائے تبع کے ترکون
کی تقلید مین وہ بھی اپنے بادشاہ کو خاقان کہنے لگے

اہل تبت کے سلسلہ نسب مین اختلاف ہے بعض
یافث بن نوح کی اولاد مین بتاتے ہین اور بعض
قدیم ایرانیون کی نسل مین شامل کرتے ہین تبت
کا ملک چین سے بالکل جدا اور ممتاز ہے باشندون
مین عربی قوم حمیر کے اوضاع غالب ہین
اور جیسا کہ اس کتاب مین بضمن تذکرہ سلاطین
مین ہم لکھین گے بعض امرا و رؤسا کا
لقب اب بھی تبع ہے سلاطین تبع کے واقعات
مین تبت کی تصریح موجود ہے ؎۔

علامہ ابن خلدون کو ان واقعات سے انکار ہے، مقدمہ تاریخ مین انھون نے اسکی وجہ یہ لکھی ہے کہ جزیرہ نمائے عرب کو تین طرف سے سمندر احاطہ کیے ہوئے ہے۔ مغرب کی جانب پیش قدمی کے لیے صرف نہر سولیس (سویز) کی راہ تھی۔ اگر اس راہ سے وہ گزرتے تو پہلے ان کو بہت سی اقوام سے زور آزمائی کرنا پڑتی، عرب کے شمال مغرب مین سلاطین عمالقہ کی حکومت تھی، شام مین کنعانی آباد تھے

؎ مروج الذہب ج ۱ ص ۱۹۳ برحاشیہ نفح الطیب طبع مصر ۱

مصر مین قبطی تھے وغیرہ وغیرہ چین وترکستان پر فوجکشی اور بھی خلاف قیاس ہے
کیونکہ اول تو اس قدر دور دراز ممالک پر کافی سامان سے حملہ کرنا دشوار تھا،
معہذا بیچ مین ایران وروم کی سلطنتین حد فاصل تھین، پہلے ان سلطنتون
پر قبضہ ہونا لازم تھا پھر آگے پیش قدمی ممکن تھی، بیشک عراق کی سرحد پر ایرانیون
اور عربون سے بارہا جنگ ہوئی۔ لیکن اسکا نتیجہ نہین نکلا کہ ایران پر اہل عرب
غالب آگئے ہون۔ الخ

یہان دو باتین بحث طلب ہین

(۱) ممالک مفتوحہ کو عرب کی فتوحات بتانا اس لیے خلاف قیاس ہے کہ
بیچ مین غیر اقوام کی آزاد سلطنتین حائل تھین۔

(۲) اس قدر دور دراز حملہ کیلئے بڑے سامان کی ضرورت تھی

امر اول کے متعلق صرف اس قدر عرض کرنا کافی ہے کہ عمالقہ وغیرہ خود عربی
النسل قومین تھین۔ مصر مین خود عرب کی سلطنت تھی، روم کے متعلق تو ابھی تک
آثار نہین دریافت ہوے لیکن ایران تو بارہا اہل عرب کے تصرف مین آچکا ہے
امر دوم بھی بجاے خود ثابت ہے، مدائن صالح[1] مین جو آثار ملے ہین اُن سے
اہل عرب کی عظمت وشان اور تمدنی ترقی کی پوری تصدیق ہوتی ہے عربی فتوحات
مین مبالغہ کی آمیزش کا ہونا بہت ممکن ہے لیکن صرف احتمالات سے کسی روایت کا
تخلیہ نہین کیا جاسکتا۔ ابن خلدون نے ارم ذات العماد کی روایت بھی غلط بتائی ہے

---

[1] عربی جغرافیون مین مدائن صالح کو "حجر" کے نام سے تلاش کرو۔ یہان جو آثار دریافت ہوے ہین انپر بخط مسند حمیری زبان کی عبارتین منقوش ہین۔ حمیری زبان عربی کا ایک لہجہ ہے جسکا رواج قبیلہ حمیر مین تھا

عرب میں مشہور تھا کہ شداد بن عاد نے احقاف میں ایک محل تعمیر کیا تھا جس کا رقبہ دس فرسنگ مربع تھا اسکی دیواروں پہ سونا چڑھا تھا، ستونوں پر تمام یاقوت و زمرد جڑے ہوئے تھے اور زمین میں ہر جگہ بجائے کنکریوں کے جواہرات کے ٹکڑے پڑے تھے۔ یہ روایت خواہ کتنی ہی خلاف قیاس کیوں نہ ہو تاہم اگر شداد نے کوئی عمارت بنائی ہو جسکی دیواریں مرصع رہی ہوں اور جا بجا جواہرات جڑے ہوں تو روایت مذکور واقعیت کی حد سے بالکل الگ نہیں ہو جاتی۔ قدیم یونانی مورخین ارض یمن کو جواہرات کی کان بتاتے ہیں اور بڑی تائید اس سے ہوتی ہے کہ عبرانی کے لٹریچر بھی اس واقعہ کے تذکرہ سے خالی نہیں، قبیلہ ارم کی آسودہ زندگی اور تمدنی ترقی کا ایسا انہوں پر اس قدر اثر پڑا کہ انکی زبان میں لفظ "ارم" آسایش کے معنی میں استعمال ہونے لگا، موجودہ فارسی میں بھی "آرام ہونا" یا "آرم بن" کہتے ہیں جو صاف "جنت ارم" کا ترجمہ ہے۔ قاموس عربی زبان کے لغت میں سب سے اچھی کتاب تھی، اس کے معنی دریا کے ہیں، لیکن اب محاورے میں قاموس کے معنی ہی لغت کے ہو گئے ہیں، لہذا اگر شداد کی بہشت فارسی و ہندی روزمرہ میں عیش باغ کا مفہوم اختیار کر لے تو ہمیں تعجب کی کیا بات ہے۔

متقدمین کی تمام روایتوں میں یہی احتمال ہے۔ ہومر کی الیڈ کے واقعات علما کی نظر میں پہلے بالکل مشکوک تھے لیکن جب علم الآثار نے تصدیق کر دی تو اب کوئی شبہ نہیں رہا۔ توراۃ نے اشور و بابل کی عظمت بیان کی ہے مگر تبابعہ (قوم تبع) کا ذکر تک نہیں، لیکن جب یہ تحقیق ہو جاتی ہے کہ توراۃ میں فقط انہیں اقوام کا تذکرہ ہے جن کو بنی اسرائیل کی تاریخ سے تعلق تھا تو یہ حیرت بالکل رفع ہو جاتی ہے

مع ہذا توراۃ کا بیان بھی پہلے مشتبہ تھا، جبتک آثار ظاہر نہین ہوئے تھے اور عمارتون اور بتون اور خاصکر اُس مدفون کتب خانہ کے نشانات نہین ملے تھے جسمین پتھر کی سلون پر صدہا کتابون کے ٹکڑے دستیاب ہوئے، اُسوقت تک کس کو یقین تھا کہ خاک عراق مین بابل و اشور کی سلطنتین دفن ہونگی۔

کمبیس دوم نے سنہ ۲۰۰ قبل مسیح مین شام و عراق پر فوجکشی کی تھی، تاریخ مین یہ واقعہ مذکور تھا لیکن اہل نظر کو اب علم الآثار سے ثبوت ملنے پر تشفی ہوئی۔ مگر ارض یمن مین تبابعہ کے آثار دریافت کرنا باشندگان عرب کے حالات دریافت کرنے سے زیادہ مشکل ہے، آثار قدیمہ کی انجمنون نے بڑی کوشش کی لیکن یہ مہم کسی طرح سر نہ ہوسکی، ابھی چند سال ہوئے ہین کہ کاونٹ لینڈ برگ کا علمی وفد عدن تک گیا، آگے بدوون کے خوف سے جان معرض خطر مین تھی لہذا واپس آیا اور عظمت عرب کے خزانے بدستور زمین کے زمین مین دفن ہین۔

تاہم خاص عرب نہ سہی عرب کے باہر نکلکر جو عربی سلطنتین قائم تھین علمی دنیا اب ان سے بیخبر نہین ہے، آثار بتا رہے ہین کہ اہل عرب نے پہلے پہل اپنے وطن سے دوآبہ دجلہ و فرات مین سکونت اختیار کی، یہان جو قومین آباد تھین، اُن کی زبان حامی (حمیٹک) تھی لیکن وہ رفتہ رفتہ سامی زبان مین منتقل ہوگئی اور ایسا ہونا ضروری تھا۔ انگریزی زبان کو دیکھو صاف نظر آتا ہے کہ دو زبانون سے ملکر بنی ہے، ایک اینگلو سکسن ہے اور ایک انگلش ہے، مگر رفتہ رفتہ اب دونون ایک ہوگئین اور انگلش کہلانے لگی ہین۔ اسی طرح فاتح سامیون کے اثر سے ارض کالدہ (کالڈیہ) کے باشندون کی حامی زبان مین اگر سامیت آگئی تو اس

مین حیرت کی کیا بات ہی۔ کلدہ کی زبان تو عربی ہو ہی گئی جہان بالکل غیر زبانین مستعمل ہین، فیلالوجی کی حیثیت سی نظر کرو تو ان مین بھی عربیت کے آثار واضح ہونگے سسلی، ہسپانیہ، پرتگال، کاریتھج اور مغربی افریقیہ کی زبانون مین یہ آثار زیادہ نمایان ہین اور اس امر کا ثبوت دے رہی ہین کہ ان ممالک مین کبھی نہ کبھی فاتحان عرب کا قبضہ ہو چکا ہے۔

عرب سی نکل کر جس قطعہ زمین مین یہ قوم آباد ہوئی وہ ایک مختصر خطہ تھا، طول مین ۱۲۰۰ اور عرض مین ۸۰۰ میل اسکا رقبہ تھا، ابتداءً اسی قدر محدود رقبہ مین یہ زبان رائج تھی، مگر اس زبان مین نئے نئے اور عجیب و غریب خیالات و اسرار کے واضح کرنے اور انسان کی روحانی حالت پر اثر ڈالنے کی بڑی قابلیت تھی یہی وجہ ہے کہ دنیا کی عقلی و دماغی ترقی اور مذہبی عقائد مین اسی زبان کے بولنے والون نے بڑے بڑے انقلابات پیدا کیئے اور رفتار زمانہ کے بدلدینے مین ایک کافی حصہ لیا۔

لیکن ایک مختصر ملک ایسی اولوالعزم قوم کی بلند ہمتی کے لیے کیونکر کافی ہو سکتا تھا، وہ آگے بڑھے اور جہان جہان موقع ملا حکومتین قائم کین۔ بطرا، تدمر، نبطیہ، عراق، کوش، ایران، مصر، اور سندھ مین اُن کی سلطنتین مشہور تھین اور علم الآثار سے بھی اِن کی تصدیق ہوتی ہے۔ شام و حیرہ مین عہد اسلام تک عرب کی حکومت تھی۔ ان مین سے بعض سلطنتون کے مختصر حالات جہان تک یورپ کی تحقیقات سی دریافت ہو سکے ہین ہم ذیل مین درج کرتے ہین

عمالقہ

عراق مین عرب کی سلطنت

عرب قدیم کا وہ طبقہ جس کی آبادیان شمالی حجاز سے جزیرہ نماے طورسینا تک وسیع تھین عمالقہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس طبقہ مین متعدد قبائل شامل ہین۔ اور دُنیا کے مختلف حصّون مین اِسکی حکومتین قائم تھین۔ عراق مین عمالقہ کی سلطنت کے واقعات دنیا کو ایک کلدانی کاہن سے معلوم ہوے۔ اِس کاہن کا نام بیروسوس تھا۔ اِس کا زمانہ سکندر مقدونی اور اُس کے جانشینون کا زمانہ ہے (یعنی چوتھی صدی قبل مسیح) اُس نے اپنے ملک کے حالات مین ایک کتاب لکھی تھی اور انطیوخس باوشاہ کے نام سے اسکو معنون کیا تھا۔ یہ کتاب اس وقت ناپید ہے مگر اُس کے مضامین ایولودوروس و یوسیبیوس نے (یہ دونون پہلی صدی عیسوی مین گزرے ہین) نقل کئے ہین اور انھین سے اوسابیوس وسنسلوس نے یہ مطالب لئے ہین۔ بیروسوس نے ابتداے آفرینش سے اپنے زمانہ تک کی تاریخ لکھی ہے۔ اُس کے بیان کے مطابق عراق کی سلطنتون کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام سلطنت	تعداد سلاطین	مدت حکومت
(۱) طوفان نوح سے قبل کی سلطنتین	۱۰۰	۴ لاکھ ۳۲ ہزار سال
(۲) طوفان نوح سے بعد کی سلطنتین	۸۶	۳۴ ہزار ۸۰ سال
(۳) سلطنت مادی	۸	۲۲۴

(۴)	دوسری سلطنتین	×	×
(۵)	کلدانی سلطنت	۴۹	۴۵۸
(۶)	سلطنت عرب	۹	۲۴۵
(۷)	سلطنت اشور	۴۵	۵۲۶

محققین کی رای مین نمبر اول و دوم شمسنامے خرافات پر مبنی ہین - نمبر ۳ - کے صحیح ہونے مین البتہ کوئی کلام نہین ہوسکتا - اس کتاب سے اگرچہ یہ معلوم نہین ہوتا کہ عراق مین عربی سلطنت کی بنیاد کیونکر قایم ہوئی تاہم کوئی شک نہین کہ سرجون اول کے عہد سے بھی پہلے سامی اقوام کا عراق مین تسلط ہوچکا تھا - سرجون اول بادشاہ عراق خود بھی سامی تھا اس کا زمانہ سنہ ۳۸۰۰ قبل مسیح ہے اس نے اپنے فتوحات سامی زبان مین لکھے تھے اور یہی اس کے سامی ہونے کی دلیل ہے۔

سلطنت حمورابی
یا
بابل کی پہلی سلطنت

از سنہ ۲۴۶۰ ق م -- ۲۰۸۱ ق م

بابل ایک زمانہ مین مغربی ایشیا کا مقدس شہر اور دارالحکومت تھا کوئی ملک سے جبتک سلاطین بابل وہان کے حکمران کو بعل دیوتا کا بیٹا تسلیم نہ کرلیتے وہ بادشاہ نہین ہوسکتا تھا - ازمنہ قدیمہ کے ایک ایک بادشاہ اس سلطنت کی عظمت کی وجہ سے

۱؎ King 188, 283

یہ سارا خاندان اُسی کے نام سے مشہور ہے۔ چوبیسوین اور اکیسوین صدی کے مابین اس سلسلہ کے ۱۱ سلاطین نے تین سو برس تک حکومت کی ہے جسکی تفصیل حسب ذیل ہے

نام بادشاہ	مدت سلطنت	سال جلوس	لغایت
ساموابی	۳۱	۲۴۱۶	۲۳۸۵
سامولیلو	۱۵	۲۳۸۵	۷۰۲۳
زابوم	۳۵	۲۲۷۰	۲۲۳۵
امیل سین	۱۸	۲۲۳۵	۲۲۱۷
سینمولیت	۳۰	۲۲۱۷	۲۲۸۷
حمورابی	۵۵	۲۲۸۷	۲۲۳۲
شمسوالیونا	۳۵	۲۲۳۲	۲۱۹۷
ابیشوع	۲۵	۲۱۹۷	۲۱۷۲
عمی دیتانا	۲۵	۲۱۷۲	۲۱۴۷
عمی صادوقا	۳۴	۲۱۴۷	۲۱۱۳
شمسودیتانا	۳۱	۲۱۱۳	۲۱۸۲
(جملہ)	۳۳۴		

یہ سلطنت اپنے قدیم ترین تمدن کی وجہ سے شہرۂ آفاق ہے۔ ارض سوس مین علمائے آثار کو سنہ ۱۹۰۱ع مین پتھر کی وہ سلین جو زمین مین کھودتے ہوئے ملگئین جن پر حمورابی کا قانون منقوش ہے اس قانون کے ۲۸۳ دفعات ہین اور اب یورپ کی ہر ایک زبان مین اسکا ترجمہ ہو گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قانون تورات اسی سے ماخوذ ہے۔ اس کے دیکھنے سے معلوم

ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے اعتبار سے اس سلطنت نے تمدن مین انتہائی ترقی کر لی تھی تجارت کا خاص قانون تھا۔ نرخ بازار کی تعیین سلطنت سے متعلق تھی۔ پیشہ ورون کی اجرتین بھی سلطنت نے محدود کر رکھی تھین۔ طبیب، کاریگر، مزدور، معمار، بڑھئی سب کی اجرتین علحدہ علحدہ تھین۔ ہر شخص اپنے اپنے کامون کا ذمہ وار ہوتا تھا۔ علاج مین غلطی سے اگر کوئی مر جاتا تو طبیب کے ہات کاٹ ڈالے جاتے۔ معمار اگر مکان بنائے اور منہدم ہو جائے تو اس کو دوبارہ بنانا پڑتا۔ بڑھئی اگر کشتی خراب بناتا تو اسے درست کرنا ہوتا وغیرہ وغیرہ سلطنت کے انتظامی صیغے منظم تھے اور ڈاک کا اچھا انتظام تھا۔ زیبارا کے کھنڈرون مین ایک مدرسہ کے آثار ملے ہین جہان لڑکون کو تعلیم دی جاتی تھی۔ یہ پہلا موقع ہے کہ آج سے چار ہزار برس قبل کے تمدن مین ایک مدرسہ کا پتا لگا ہے۔ اینٹ اور پتھر کی سلون پر لڑکون کے سبق، حساب، حروف تہجی، ضرب کی جدولین، لغت وغیرہ منقوش ہین[ل] بہت سی کتابین، قبالے۔ عہد نامے، ریاضی کے مسائل، علم ہیئت کے زائچے تاریخی مضامین، مذہبی دعائین۔ غرض ایک پورا کتبخانہ برامد ہوا ہے جس مین اسی قسم کی سلون پر یہ ساری چیزین تحریر ہین۔ آجکل کی طرح اس زمانہ مین بھی عورتین آزاد تھین بہت سی عورتین اہل قلم کے پیشون مین شریک تھین اور سرکاری ملازمت کیا کرتی تھین[۲]

سلطنت حموابی کو عربی سلطنت کہنے کے وجوہ کیا ہین

(۱) کلدانی مورخ بروسوس نے جس عربی سلطنت کا تذکرہ کیا ہے اس مین اور حموابی کی سلطنت مین بہت سی مشابہتین ملتی ہین

[ل] Clay 166 [۲] Clay 182

(۲) اس سلطنت کے جو آثار برآمد ہوئے ہین اس کی زبان عربی سے بہت ملتی جلتی ہے

(۳) رسوم و عادات و علم الاصنام دونون کے گویا ایک ہین۔ دیوتاؤن کے نام (ایل، بل، شمس، اشتار، سین، سمدان، نسر، ودع) بھی ایک ہی ہین۔

(۴) نظام اجتماع دونون کا ایک ہے۔

(۵) خاندان سلطنت کے نام وہی ہین جو اہل عرب کے ہوا کرتے تھے جدول ذیل ملاحظہ ہو

بابل کے نام	عرب کے نام	عرب کے کس قبیلہ مین ان نام کے لوگ گذرے ہین	
ابی یشوع	ابیشع	قبیلہ سبا	
عمی زادوقا (صادوقا)	عم صدق	"	
یدیع ایلو	یدع ایل	"	
یشمسو	شمس	"	وصفا
عبد ایل	عبد ایل	"	"
عبدو	عبد	"	"
خلیلو	خلیل	"	"
بدیع	بدع	"	"
بدیعت	بدعت	"	"
اخی ودایل	ودایل	"	"
عزیرو	عزرائیل	"	"
بملک ایلو	ملک ایل	"	"
نفسان	نفس	"	"

ہونان	بلال	عدنان	+
دریک	مدرکہ	"	+
نکارو	نکور	"	+
قرانو	قرین	"	+
صعصعہ	صعصعہ	"	

یہ جدول صاف بتا رہی ہے کہ خاندان حمورابی کے نام قبائل عرب کے ناموں سے نہایت مشابہ ہین - اہل عرب ابی سام کہتے ہین اور وہ ساموابی - اہل عرب الشمس الہنا کہتے ہین اور وہ شمسوا یلونا[1] لیکن اس خفیف فرق کو نظر انداز کر دینا چاہیئے - دلی و لکھنو سے نکلکر جب اُردو کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ پنجاب کی الگ اُردو ہے - بہار کی الگ ہے دکن کی جدا ہے اور مالوہ و راجپوتانہ کی اردو جدا ہے تو عرب ہین سے نکل کر بابل و عراق مین اگر عربی زبان مین کوئی تغیر آجاے تو اس مین حیرت کی کونسی بات ہے - ساتھ ہی یہ بھی ذہن نشین رہے کہ عربی سلطنت، کہنے کا یہ مطلب نہین ہر کہ اسکی زبان بھی وہی ہے جو قرآن کی زبان ہے اور اس کے عادات و اطوار و رسوم و اوضاع بعینہ وہی ہین جو قریش کے تھے - محمد شاہ کے عہد کا تمدن اور زبان جب آج نہین رہی تو عمالقہ و قریش کے مابین تو ۲۷ صدیان حائل ہین -

ہر قوم کے خاص خاص نام ہوا کرتے ہین اور نام ہی سے قومیت کا بھی اندازہ ہو جایا کرتا ہے - اگر کسی شخص کا نام تھیوڈیس یا قسطنطینیس ہو تو ہم سمجھ جائینگے کہ یہ شخص یونانی ہے - فرہیان یا لیکجیان یا گرکور نام ہو تو معلوم ہو جائیگا کہ ارمنی ہے -

[1] کتاب پیدائش باب ۱۴ آیت ۱۴ - ۲۰

واٹسن یا جیکسن یا رابرٹسن نام ہو تو فوراً جان لینگے کہ انگریز ہے۔ وردسٹنفیلڈ یا شیلر یا نیوفیلڈ کے سنتے ہی جرمن کا یقین ہوجائیگا۔ اور راتیہ و ہاشنت و قاآنی یا ایران کے نام سے فرانسیسی ہونے مین کوئی شبہ نہ ہوسکیگا۔ اس صورت مین جب ہم یہ دیکھتے ہین کہ عمالقۂ بابل کو تمام محققین سامی الاصل مانتے ہین عمالقہ کے رسوم و زبان و نام وہی ہین جو عرب کے تھے اور ان خصوصیتون مین سامی قبایل کی کسی دوسری شاخ سے اُسکو مشابہت نہین ہے تو لامحالہ ہم کو ماننا پڑیگا کہ یہ خاندان عرب تھا۔

یہ وہی خاندان ہے جس کے ایک بادشاہ ملک صادق نے جس کا اصلی نام حمورنی تھا حضرت ابراہیم کو برکت دی تھی۔ حضرت ابراہیم جب فوجی معرکہ آرائی کے بعد کامیاب واپس آئے اور حمورنی کے حدود سے گزرے تو اُس کے حد تقدس کا خیال کرکے اُن سے برکت حاصل کی اور مال غنیمت کا دسوان حصہ بطور نذرانہ کے اس کی خدمت مین پیش کیا توراۃ مین ہے۔

"جب ابرام نے سنا کہ میرا بھائی گرفتار ہوا تو اُس نے اپنے سکھیے ہوئے تین سو اٹھارہ خانہ زادون کو لیکے دان تک اُنکا تعاقب کیا اور رات کو اُس نے آپ کو اور اپنے غلامون کو اُنکی مخالفت مین غول غول کرکے انھین مارا اور خوبہ تک جو دمشق کے بائین ہاتھ ہے اُنکا پیچھا کیا اور وہ سب مال اور اپنے بھائی لوط کو اُس کے مال سمیت اور عورتون اور لوگون کو بھی پھیر لایا۔

"اور جب وہ کدر لاعمر اور اُس کے ساتھ والے بادشاہون کو مار کر پھرا تو سدوم کا بادشاہ اُس کے ملنے کے لیے سوی کے نشیب تک جو بادشاہی نشیب ہے آیا۔ اور ملک صدق سالم کا بادشاہ روٹی اور مے نکال لایا۔ اور وہ خدا تعالی کا کاہن تھا اور اُس نے اس کو برکت دیکے کہا کہ خدا تعالی کیطرف سے جو آسمان اور زمین کا مالک ہے ابرام مبارک ہو۔ اور مبارک خدا

تعالیٰ جس نے تیرے دشمنون کو تیرے ہاتھ مین حوالہ کیا۔ اور ابرام نے سب کا دسوان حصہ اُس کو دیا۔ (کتاب پیدائش باب ۱۴ - آیت ۱۴-۲۰)

مصر مین عربی سلطنت

مصر مین تین فرقون کی سکونت تھی۔ ایک قبطی جنھین انگریزی مین "کوپٹس" کہتے ہین یہ فرقہ مصر الصعید (بالائی مصر) مین آباد تھا، دوسرے فرقہ کے کاسہ سر کی ہڈیون کے امتحان سے ثابت ہوا کہ یہ لوگ شکل و صورت مین فرنگیون کے مشابہ رہے ہون گے۔ تیسرا فرقہ اہل عرب کا تھا جو تاریخی زمانہ کے بہت پہلے سے یہان آباد تھا۔ مصر کا پہلا بادشاہ "منا" یا "منیس" تھا علوم و فنون مین اُس کو دستگاہ حاصل تھی، اُس نے برتن، شمع، پلنگ، مسہریان اپنے ملک مین ایجاد کین۔ مصر کے دونون حصون کو سیراب کرنے کیلئے دریاے نیل مین پشتے بندھوا کر اُس کی دھار ملک کے دستے سے نکالی۔ بنی سولیف مین ایک پل قائم کیا جس کے نشانات اب تک باقی ہین، اہل مصر اس پل کو "جسر قشیشہ" کہتے ہین، شہر موف بھی اُسی کی یادگار ہے، یہ شہر اُسی مقام پر تھا جہان آج قاہرہ کی آبادی ہے۔ شاہ منا عربی الاصل تھا اور قبیلۂ "بنی صقر" سے اُسکو تعلق تھا، اہل مصر اُسکو حور کہتے ہین جو لفظ صقر کا ترجمہ ہے، اسکا خاندان مصری تاریخ مین "حور شاسو" یعنی پیروان حور، یا بنی صقر کے نام سے مشہور ہے۔ اُس زمانہ مین اہل مصر مین لوہے کا رواج نہ تھا، ذبح کرنے کے لیے چھریان بھی اُن مین رائج نہ تھین، اس ضرورت کو وہ پتھر سے رفع کیا کرتے تھے۔ مصر مین اسلحہ کا رواج اسی خاندان سے ہوا

اور اسی طاقت نے مصریون پر حکومت کرنے مین اُسکو مدد دی۔

دوسرا شاہی خاندان "ہست" تھا ہست مصری زبان مین کُتّے کو کہتے ہین، اِس خاندان کی تمام یادگارون پر کتون کی تصویرین بنی ہین۔ تحقیق نے اس خاندان کو قبیلۂ "بنی کلب" کی یادگار بتایا ہے، یہ قبیلہ یمن سے مصر مین ہجرت کر کے آباد ہوا تھا۔ مصر کی قدیم زبان سے ہمکو واقفیت نہین، لہذا ہم نہین کہہ سکتے کہ یہ رائین کس حد تک قابل تسلیم ہین۔ تاہم اس مین کوئی شک نہین کہ ۲۷۷۰ سے ۲۹۹۸ قبل مسیح تک مصر مین جو قومین حکمران تھین وہ سامی الاصل اور عربی النسل تھین۔ سامی الاصل ہونیکا مسٹر ہیرٹری کو بھی اعتراف ہے۔ ہان عربیت کے تذکرہ سے وہ خاموش ہین، لیکن بجاے خود یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تمام سامی قومون کا وطن اصلی عرب تھا۔

شاہ امینیم ہت یا مینہ ہس کے عہد مین مصر پر ایک بدوی قوم نے حملہ کیا اور اُسکو فتح کر لیا، یہ قوم عرب کے رہنے والی تھی اور چرواہون یا گلہ بانون کے لقب سے مشہور تھی، اہل مصر اسکو "ہکسوس" کہتے تھے۔ ہک مصر کی قدیم زبان مین فرمانروا یا پادشاہ کو کہتے ہین۔ عربی مین "ہک" کے معنی شمشیر زنی کے ہین محاورہ مین تلوار چلانے کو ھکٌّ بالسیف کہتے ہین۔ اِس قوم نے شمشیر زنی کے جوہر سے مصر پر قبضہ حاصل کیا تھا اس لیے نام و لقب مین بھی یہ صفت مضمر رہی سوس کا لفظ مصری زبان مین گلہ بان کے لیے استعمال ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ عربی لفظ "سائس" کی تحریف ہی، ہکسوس چرواہے بادشاہ، خود یہ قوم اپنی سلطنت کو "دولۃ الرعاۃ" کہتی تھی جسکے معنی وہی چرواہون کی سلطنت ہین۔ اس قوم کا

پہلا بادشاہ سلاطس تھا، اس نے شہر موف کو اپنا مسکن قرار دیا، مناسب مقامات پر فوجیں متعین کیں، مصر صعید اور نشیبی مصر سے خراج وصول کیا اور صوبہ صان کے شہر اوارس کو دارالسلطنت قرار دیا۔

اس سلطنت کا سب سے مشہور بادشاہ ابی فل تھا، وہ مصریوں کے طرز معاشرت رسم و رواج کا پابند تھا اور اسی وجہ سے اہل مصر کو اس کی سلطنت سے زیادہ شکایت نہ تھی۔ قوم کا خاص دیوتا "سطیح" تھا، یمن سے مصر آکر انھوں نے تمام باشندوں کو اسکی پرستش پر مجبور کیا اور سارے ملک میں بت پرستی پھیلا دی۔ مصر میں یہ سلطنت ۲۵۰ برس قائم رہی، لیکن بعض مورخین اس کی مدت حکومت ۵۱۱ برس بتلاتے ہیں۔ مصری آزاد خیالوں کو غیر قوم کی ماتحتی ہمیشہ سے ناگوار تھی، مدتوں کی سازش کے بعد رعایا نے حکومت کے خلاف بغاوت کی، سلسلہ جنگ بہت دن تک قائم رہا کبھی ایک فریق غالب آجاتا اور کبھی دوسرا فریق۔ باغیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی انھوں نے قلعہ اوارس میں حکمران قوم کا محاصرہ کرلیا، کہا جاتا ہے کہ محاصرین چار لاکھ اسی ہزار تھے اور محصورین دو لاکھ ۴۰ ہزار، محاصرہ مدتوں جاری رہا۔ آخر محصورین نے تنگ آکر ملک بدر ہونا گوارا کیا، مگر مطیع ہوکر رہنا گوارا نہ کیا، ان کی دو لاکھ کی جماعت مصر کو خیرباد کہکے ملک شام کو چلی گئی، اور وہیں جاکر آباد ہوگئی مشہور ہے کہ اسی قوم کے عہد میں عبرانیوں نے مصر کا رخ کیا تھا، حضرت یوسف علیہ السلام اسی سلطنت کے وزیر اعظم تھے، اور عزیز مصر اطفیر اسی خاندان کا امیر تھا، یہ خاندان اکثر اپنے وطن (عرب) میں شادی بیاہ کی تقریب پسند کرتا تھا، اطفیر کی شادی راعیل (زلیخا) سے ہوئی تھی جو شاہ یمن کی بیٹی تھی، اس شہرت

کے ثبوت مین ہم کو ابھی تک کوئی قطعی دلیل نہین ملی، پھر بھی ایسا ہونا خلاف قیاس نہین جزیرہ نامی سینا قدیم ترین زمانے سے عرب کا مسکن ہے۔ اوسرتسن کے عہد مین ابیشع بادشاہ عرب نے مصر پر چڑھائی کی اس کی قبر پر جو محلۂ بنی حسن (مصر) مین ہے اِس کیفیت کی تصویر کھینچی ہوئی ہے کچھ روز کے بعد اوسرتسن ثالث نے ارض فلسطین پر فوجکشی کرنی چاہی۔ سامی قبائل اِس جرأت سے جوش مین آگئے اور مصریون کی مخالفت مین سب ایک ہو گئے۔ عمالقہ نے اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر مصر پر حملہ کر دیا اور کئی سو برس تک حکمران رہے۔ یہودی مورخ یوسیفوس نے یہ واقعات اپنی تاریخ مین اسکندریہ کے خاص مورخ مانتون کی زبان سے ادا کیے ہین۔ مانتون تیسری صدی قبل مسیح کے وسط مین گذرا ہے وہ اپنے ملک کی آزادی چھن جانے اور اس قومی مصیبت کے نازل ہونے کی داستان کو ذیل کے الفاظ مین بیان کرتا ہے۔

"اتفاقاً ہمارے بادشاہ تیماوس کے زمانہ مین معبود ہم سے ناخوش ہو گیا۔ اُس نے ایک قوم کو اجازت دی جن کی اصلیت معلوم نہ تھی۔ یہ قوم مشرق سے آئی۔ اس نے جنگ مین ہم کو مغلوب کر لیا۔ ہماری ملک پر قابض ہو گئی۔ ہمارے بادشاہون کو تباہ کر ڈالا۔ ہمارے شہر جلا ڈالے۔ دیوتاؤن کے ہیکل ڈھا دیے۔ آبادی غارت کر ڈالی مردون کو قتل کر دیا۔ زن و بچہ کو لونڈی غلام بنا لیا۔ اس قوم کا پہلا بادشاہ سلاطیس تھا منفیس اُسکا دارالسلطنت تھا۔ مصر پر اس نے جزیہ باندھ دیا۔ رود نیل سے قوم اشور کو روکنے کے لیے استحکامات اور قلعون مین فوجین متعین کین۔ صوبہ صان مین اسی غرض سے شہر اوارس تعمیر کیا اور برجون اور قلعون اور شہر پناہون سے اُسکو مستحکم بنایا۔ دو لاکھ ۴۰ ہزار کی تعداد مین محافظ فوج مرتب کی۔ سلاطیس گرمیون

کے موسم مین گیہون جمع کرنے۔ فوج کو تنخواہ دینے اور اُن کو جنگی قواعد کی مشق کرانے کیلئے اس شہر مین آیا کرتا تھا۔ اسکی سلطنت کے ۱۳ برس بعد بیون نامے ایک پادشاہ اس کا جانشین ہوا۔ بیون نے ۴۴ برس حکومت کی اُس کے بعد ۳۶ برس سات مہینے ابوخناس کی حکومت رہی۔ پھر ۶۱ برس ابوفیس حکمران رہا۔ پچاس برس ایک مہینے تک بانیاس کی حکومت تھی۔ آخری پادشاہ اسیس تھا جسکی سلطنت ۴۹ برس دو مہینے رہی۔ یہ چھؤون پادشاہ اس قوم کے ابتدائی سلاطین تھے۔ مصریون پر حملہ کرنے سے یہ باز نہین آتے تھے اس لیے کہ ان کی غرض یہ تھی کہ اہل مصر کو فنا کردین اس قوم کا نام ہیکسوس تھا یعنی چرواہون کے پادشاہ (ملوک الرعاۃ) اس لفظ کی ترکیب ہیک اور سوس سے ہے ہیک مقدس زبان مین پادشاہ کو کہتے ہین اور سوس کے معنی چرواہے کے ہین لیکن بعض لوگ کہتے ہین کہ یہ قوم عرب تھی"

قوم پرست مورخ نے جس لہجہ مین اِس اجنبی سلطنت کا تذکرہ کیا ہے اور ضمناً جو الزامات اُن پر قایم کئے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصریون مین قومیت کا جوش اُس وقت تک فرو نہین ہوا تھا۔ یہ سلطنت اسکی راے مین ہکسوس کی سلطنت تھی مگر کچھ لوگ اس کو عربی سلطنت بھی کہتے تھے۔ بظاہر اس بیان سے ہیکسوس اور عرب دو مختلف قومین معلوم ہوتی ہین لیکن موجودہ تحقیقات ان دونون کو ایک بتاتی ہے۔ خود اہل عرب کا بھی یہی دعوی ہے کہ مصر مین عرب بائدہ (عمالقہ) نے ایک زمانہ مین دھوم دھام سے سلطنت کی ہے۔ علامہ ابن خلدون فرماتے ہین :-

ان بعض ملوك القبط استنصر ملك العمالقة بالشام لعهده واسمه	ایک قبطی پادشاہ نے اپنے زمانہ کے پادشاہ عمالقہ سے جو شام مین فرمان روا تھا اور

الولید بن دومغ ویقال ثوران بن اراشة بن فادان بن عمرو بن عملاق فجاء معه وملك مصر واستعبد القبط ومن ثم ملك العمالیق مصر ویقال ان منهم فرعون موسے وهو الولید بن مصعب وذکر اٰخرون ان الرّیّان بن الولید یسمّیه القبط نقراوش وانّ وزیره کان اطفیر وهو العزیز صاحب قصة یوسف عم

ولید بن دومغ یا بقول بعض ثوران بن اراشہ بن فادان بن عمرو بن عملاق اس کا نام تھا، مدد طلب کی۔ پادشاہ عمالقہ اس کی مدد کو آیا اور خود مصر کا مالک بن بیٹھا، قبطیوں کو اس نے غلام بنا لیا عمالقہ کی سلطنت مصر میں اسی زمانہ سے قائم ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ کے زمانہ کا فرعون، ریان بن مصعب تھا اور بعض لوگ ریان بن ولید کو بتاتے ہیں قبطی اسکا نام نقراوش لیتے ہیں حضرت یوسف کے قصہ کا عزیز اطفیر اسی پادشاہ کا وزیر تھا۔[۱]

نام میں مورخین کو اختلاف ہے اور اتنے قدیم زمانہ کی بات میں اختلاف کیوں کر نہ ہوتا لیکن قوم میں کسی کو اختلاف نہیں۔ سب کا دعویٰ ہے کہ یہ عمالقہ کی سلطنت تھی[۲] جو عرب قدیم کے مشہور ترین قبائل کا نام ہے۔

زمانہ کے تغیرات نے مصر سے عمالقہ کے آثار بالکل نیست کر دیئے۔ مصریوں نے موقعہ ملنے پر اس قوم ہی کو نہیں مٹایا اس کی یادگاریں بھی مٹا ڈالیں۔ تاہم کوئی شک نہیں کہ مصر میں اکثر علوم و فنون کی بانی یہی قوم تھی۔ فن تعمیر خصوصیت کے ساتھ مصریوں نے اس قوم سے حاصل کیا ہے۔ مصر کا مشہور بت ابوالہول عمالقہ کی صناعی و جدت

[۱] ابن خلدون۔ ج ۲ ص ۲۷۔

[۲] طبری۔ ج ۱ ص ۱۷۲ و ۱۸۲ و ۲۰۴ [?] (طبع مصر)۔

کا دنیا کو یقین دلانے کے لیے اب بھی موجود ہے۔ آثار قدیمہ مین دو نام اِس سلطنت کی یاد زندہ کر رہے ہے۔ رعاکنن جو خاندان ابوبی مین تھا اور نوبتی یا نوب جس کے ساتھ ایک افسر ست الیہوتی کا نام بھی ملتا ہے۔ ممفیس کی زبان مین ابوبی کو افوفی پڑھتے ہین جو ابوقبیس سے قریب قریب ہے۔ (ابوقبیس وہی پادشاہ ہے جس کا تذکرہ ملوک الرعاۃ کے ضمن مین مانیتون کر چکا ہے)۔

ہیکسوس کے عرب ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ اجپٹیالوجی سے خود پتہ چلتا ہے کہ قدیم زمانہ مین قوم ہیکسوس مصر مین عرب سے آئی تھی۔ مصریون مین گھوڑے اور سواری کا رواج ہیکسوس ہی کے زمانہ سے شروع ہوا۔ مصر پر اہل عرب اس زمانہ مین اسی شہ سواری کی بدولت غالب آئے تھے[1]

ایران مین عربی سلطنت

ایران مین کئی عربی سلطنتین قائم تھین جن مین ماویون اور نبطیون کی سلطنت خاص طور پر مشہور ہے۔ ایرانی قوم خواہ کیسی ہی اولی باس شدید رہی ہو لیکن کوئی شک نہین کہ اہل عرب کا اثر اس پر غالب تھا۔ اوضاع و اطوار مین، طرز تحریر مین، زبان مین، سب مین عربیت کی جھلک نمایان تھی، پیشدادیون اور کیانیون کے زمانہ مین بھی سلاطین عرب کا ایران پر قبضہ کرنا ثابت ہے۔ جمشید کی قہار سلطنت کو جس نے خاک مین ملا دیا اور مدتون ایران پر فرمان روائی کی وہ ارض یمن کا بادشاہ ضحاک تھا[1] سوداب یمن ہی کی ملکہ تھی اور شاہ یمن ہی نے کیکاؤس کو قید کر رکھا

[1] طبری ج ا ص ۹۸ (طبع مصر)

تھا جسکی رہائی کے لیے رستم کو سیستان سے آنا پڑا۔[1] اہل عرب کیکاؤس کو قابوس کہتے ہین اُنکا دعوی ہے کہ پادشاہ یمن نے سات برس تک اُسکو قید رکھا تھا۔ مشہور شاعر حسن بن ہانی کہتا ہے

وقاظ قابوس فی سلاسلنا سنین سبعاً وفت لحاسبہا[2]

یعنی قابوس ہماری قید خانہ کی زنجیرون مین ازروے حساب پورے سات برس تک قید رہا

قدیم ایرانی زبان مین یمن کا نام ہاماوران ہے جو لفظ حمیران کی تحریف ہے قبیلۂ حمیر اُس زمانہ مین یمن کا شاہی خاندان تھا اور اسی مناسبت سے سارے ملک کو بلاد حمیران یا کشور ہاماوران کہتے تھے۔ الف و نون فارسی مین بھی جمع کی علامت ہے اور عربی مین بھی، ضیف کی جمع عربی مین ضیفان آتی ہے، غراب کی غربان، وادی کی ودیان، عرب کی عربان وغیرہ وغیرہ۔

گنگ وژ اور گنگ بہشت ایران کے نہایت مشہور شہر تھے، پہلا شہر استحکام و استواری مین بیمثل تھا اور دوسرا سامان دلچسپی مین۔ ایرانی مورخین کو اعتراف ہے کہ یہ دونون شہر ضحاک کے آباد کیئے ہوئے ہین۔ شائستگی اور آزادی کی تعلیم حاصل کرنیکے لیے اکثر ایرانی شہزادے طفولیت کی زندگی عرب مین بسر کرتے تھے، یہ طریقہ ساسانیون کے زمانہ تک جاری رہا۔ بہرام گور نے خاص عرب مین تعلیم پائی تھی، عربی زبان مین اوس کو خاص مہارت تھی۔ عوفی کا تذکرہ "لب اللباب" ڈاکٹر ایڈورڈ براؤن نے شائع کیا ہے اُس مین یہ تصریح موجود ہے کہ بہرام گور عربی

---

[1] طبری جلد ۱ صفحہ ۲۶۴۔

[2] طبری ج ۱ ص ۲۶۵

زبان کا قادر الکلام شاعر تھا، اسکا عربی دیوان عوفی کے زمانہ تک موجود تھا اور عوفی نے خود اسکو دیکھا تھا۔

ایرانیون کو سب سے پہلے قبیلۂ طے سے سابقہ پڑا۔ اور ابتدا طائیون ہی نے حدود ایران مین عربی حکومت کی بنیاد ڈالی، اسی وجہ سے ایران مین اہل عرب کا نام ہی طائی یا تازی " پڑگیا۔ خالص عربون کو تازی کہتے تھے اور مولدین کو کاف تصغیر کے ساتھ "تازیک"۔ قدیم ایرانی خط بھی عربی خط مسند سے ملتا جلتا ہے اور عام آرین زبانون کے بالکل خلاف طریقہ کتابت داہنی جانب سے بائین کو ہے، زبان مین بکثرت الفاظ عربی مستعمل ہین جنکی ہیئت امتداد زمانہ سے تبدیل ہوگئی ہے اس قسم کے چند الفاظ درج ذیل ہین

لیْل عربی مین رات کو کہتے ہین، قدیم فارسی زبان مین "لیلیا" استعمال کرتے ہین

تفاح عربی مین سیب کا نام ہے، فارسی قدیم مین "توپا" کہتے ہین

شکال۔ عربی مین گھوڑے کو کہتے ہین "شگال" فارسی مین گیدڑ کا نام ہے

کشح۔ عربی مین بغل کو کہتے ہین "فارسی مین "کش"، اس کے لیئے استعمال کرتے ہین

کوخ۔ عربی مین صیادون کی کمینگاہ کو کہتے ہین، کاخ فارسی مین گھر کو کہتے ہین، گھر کے معنی دونون جگہ ہین وہان خصوصیت رہی اور یہان عمومیت آگئی۔

صرد۔ عربی مین جاڑا کھانے کو کہتے ہین، فارسی مین خنکی کے لیئے "سرد" کہا کرتے ہین۔

بخ بخ - عربی، مرحبا کہنا، بخ بخ فارسی

بخبخہ - عربی مین خیر مقدم کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ "بخبخو" فارسی مین گدگدی اور ہنسانے کو کہتے ہین ظاہر ہے کہ خیر مقدم کے الفاظ مین بھی آنیوالے کو خوش کرنا ہی مقصود ہوتا ہے -

طوفان - عربی، توفان فارسی

حصر - عربی - منھ مین بات کا بند ہو کر رہجانا - بسر (فارسی) جما ہوا پانی بستگی اور گرفتگی کے معنی دونوں جگہ ہین، صرف تعیین مین فرق آگیا ہے -

جعفت (عربی) ابر تنک بے آب - جفت (فارسی) تری کے بعد کچھ خشکی کا ہو جانا یہان ابر ہے وہان اُس کے لازمی معنی تری ہین، یہان بے آب ہے وہان خشکی ہے -

نبی (عربی) پیغمبر خدا - نبی (فارسی) کلام خدا - یاد رکھو عربی مین بھی پیغمبر کے لیئے کلمۃ اللہ کا لفظ آتا ہے - فارسی مین ایک طرح کی خصوصیت پیدا ہو گئی ہے،

نطس (عربی) نیک خو اور پاکیزہ ہونا - نناس (فارسی) خوشحال آدمی، ظاہر ہے کہ اہل مذاق خوشحالی و پاکیزگی کو لازم و ملزوم جانتے ہین

جناح (عربی) گناہ (فارسی)

مرء (عربی) مرد (فارسی)

دغل (عربی) دگل (فارسی)

جبایہ (عربی) خراج وصول کر کے جمع کرنا - جبا (فارسی) خراج و مالگزاری

کز (عربی) مرد تند و کج طبع - کژ (فارسی) کج کجی یہان بھی ہے اور وہان

بھی، یہان (یعنی عربی مین) خاص کج مزاجون کی یہ صفت ہی وہان اہل فارس اس خصوصیت کو بھول گئے۔

بخس (عربی) وہ زمین جس مین بغیر مینھ کے نباتات اُگتے ہون۔ بخس (فارسی) وہ زمین جسپر مینھ برسنے پر زراعت کرتے ہون

ربوخہ (عربی) وہ عورت جو لطف صحبت اُٹھانے مین طاق ہو، ربوخہ (فارسی) مزہ و لطف صحبت۔

غدر (عربی) جنگ و جدال۔ محاورہ مین کہتے ہین فلان ثبت الغدر یعنی جنگ و جدال مین ثابت قدم رہتا ہے فارسی مین ''گدر'' سلاح جنگ کو کہتے ہین۔

سَوْم (عربی) گران فروشی۔ سامہ (فارسی) قرض و وام

کعک (عربی) کاک (فارسی)

نبْر (عربی) زر خالص۔ تبار (فارسی) خالص اصل و نسل اور کھرا خاندان

طائی (عربی) تازی (فارسی)

حماویان (عربی) اماوران (فارسی)

ان۔ عربی و فارسی دونون زبانون مین یہ لفظ علامت جمع ہی

بان (عربی) بام (فارسی)

بنی علی اھلہ۔ عربی مین یہ لفظ نکاح کے ابد زفاف کے لیے استعمال ہوتا ہی اس محاورہ کی اصلیت یون ہے کہ بانی مکان کو کہتے ہین عرب مین دستور تھا کہ میان بیوی کے لیے نکاح کے بعد الگ ایک نیا مکان تعمیر ہوتا تھا جہان رسم زفاف

ادا کی جاتی تھی، اسی وجہ سے شوہر کو "بان" یا "بانی" کہتے تھے۔ فارسی میں دلہن کو "بانو" کہتے ہیں، ممکن ہے یہاں بھی رسم کی جھلک ہو۔ عربی میں بان نے شوہر کہتے ہیں اور فارسی میں محافظ کو اور یہ ظاہر ہے کہ بیوی کی محافظت بھی شوہر کا فرض ہے۔

ہندوستان میں عربی سلطنت

ہندوستان سے اکثر عرب کے تعلقات رہے ہیں، یہ ملک اہل عرب کو اتنا پیارا تھا کہ اسکے نام (ہند) کو انہوں نے عشق و عاشقی کا موضوع قرار دے رکھا تھا۔ وہ ہندوستان کے کسی خاص حصہ کی آبادی کو عربی النسل کہا کرتے تھے۔ فرقہ شعوبیہ جو عرب کا دشمن تھا اس نے اس دعوی کا بڑا مضحکہ اڑایا ہے۔ ایک شعوبی شاعر کہتا ہے۔

تقولون ان الهند اولاد خندف | وبينكم قربیٰ وبين البرابر

تم کہتے ہو کہ ہندوستانی خندف کی (ایک عرب کا نام تھا) اولاد میں ہیں اور تم میں اور قوم بربر میں قرابت ہے

ودیلم من نسل ابن ضبة باسل | وبرجان من اولاد عمرو بن عامر

اور قوم دیلم بہادر ابن ضبہ کی نسل میں ہے | اور قوم برجان عمرو بن عامر کی اولاد میں ہے

بنو الاصفر الاملاك اکرم منكم | واولی بقربانا ملوك الاكاسر

سلاطین روم تم سے زیادہ شریف ہیں | اور ہماری قرابت کے لیے سلاطین ایران مستحق ہیں

أتمدح جهلا رهطكم وقبيلكم | وتشتم لوما طاهر ابن طاهر

کیا یہ مناسب ہے کہ اس نادانی پر تمہاری قوم کی مدح کیجائے | اور ہماری پاک نہاد قوم کو گالیاں دی جائیں

عرب اور شعوبیون کے جھگڑے کا فیصلہ کرنا ہمارا کام نہین ہم صرف یہ دکھانا چاہتے تھے کہ اہل عرب ہندوستان کی بعض اقوام کو اپنی نسل مین خیال کرتے تھے لیکن جبتک کہ علم الآثار سے وضاحت نہ ہو جائے ہم اس خیال کا کوئی قطعی ثبوت نہین دے سکتے۔ ہان یہ جانتے ہین کہ غیر تاریخی زمانہ مین سندھ و گجرات مین عربی حکومتین موجود تھین۔ مسٹر الیٹ کی انگریزی تاریخ سندھ مین بھی اہل عرب کی سلطنت سندھ کا تذکرہ موجود ہے۔ ہم دیکھتے ہین کہ ہندوستان کی قدیم علمی زبان مین جو ٹھیٹ آرین زبان تھی عربی کے آثار موجود ہین۔ جب تک تمہارے درجہ کا اختلاط نہ ہو یہ کیفیت نہین پیدا ہو سکتی۔ عرب مین ہندوؤن کی سلطنت کا کوئی ثبوت نہین ملتا۔ البتہ ہندوستان کی قدیم سلطنت کے اہل عرب مدعی تھے۔ بطور نمونہ الفاظ ذیل ملاحظہ ہون۔

شتا (عربی) فصل سرما۔ شرنا (ہندی) سردی۔ ظاہر ہے کہ جاڑے سردی ہی کے لیئے مشہور ہین۔

ارم۔ عربی مین ایک معمول قبیلہ کا نام ہے۔ ہندی مین آرام ہمیشہ باغ کو کہتے ہین۔ اس قبیلہ کے مشہور باغ جنت ارم کا تذکرہ تم اوپر پڑھ چکے ہو۔

بین۔ عربی مین زمین کے اس قطعہ کو کہتے ہین جو حد نظر تک وسیع ہو ہندی مین ”بن“ جنگل کو کہتے ہین

سریر (عربی) قرارگاہ سر از گردن، پیشانی اور کف دست کی شکنین۔ شریر ہندی مین جسم کو کہتے ہین۔ یہان عمومیت آگئی اور وہان صرف بعض اعضائے جسم کے لیئے استعمال مخصوص رہا۔

ترش (عربی) خفت وسبکی۔ ترشا وتر کہا (ہندی) خواہش، ہوس، پیاس ظاہر ہے کہ یہ سب چیزیں بھی بسا اوقات سبکی کا باعث ہوتی ہین۔

کشر (عربی) مسکرانا جس مین دانت کی سفیدی ظاہر ہو۔ کشیر۔ ہندی مین سفید دودھ کو کہتے ہین۔ دیکھو سفیدی کا شائبہ یہان بھی موجود ہے اور وہان بھی۔

الوقہ (عربی) کھانا جو مسکہ سے طیار ہو۔ اجیو (ہندی) مطلق طعام۔

دُرّاج (عربی) تُتراج (ہندی)

دینار (عربی) دینار (ہندی)

شلک (عربی) شلک و شنک (ہندی)

ندا (عربی) پکارنا۔ ناد (ہندی) آواز

بدن (عربی) جسم۔ بدن (ہندی) سر و چہرہ

صبح (عربی) شوہ (ہندی)

قبر (عربی) سوبھر (ہندی)

دوا (عربی) دُوا (ہندی)

ایسی مثالین بہت سی پیش کی جاسکتی ہین لیکن بخوف تطویل ہم قلم انداز کرتے ہین[1] ہندوستان مین یہ آواز بالکل نئی ہے اس لیے لوگون کو حیرت ہوگی۔ مگر ہماری غرض صرف تحقیق ہے۔ علم اللسان یا آثار وغیرہ سے اگر کوئی نئی بات معلوم ہو تو ہم اسکے تسلیم کرنے کے لیے سب سے پہلے آمادہ ہین۔

---

[1] یاد رکھنا چاہئیے کہ ہم نے انھین الفاظ کے نمونے پیش کیے ہین جو خالص عربی ہین یا از قبل اسلام یعنی عہد جاہلیت کے روزمرہ مین بھی زبان زد تھے۔ ایسے الفاظ سے ہم کو بحث نہین جو غیر زبانون سے معرب ہوئے ہین۔

عاد کی سلطنت

اور

ارم ذات العماد کا واقعہ

عرب قدیم کی سب سے مشہور و معروف قوم "عاد" اصل مین قبیلۂ ارم کی ایک شاخ تھی اور اسی بنا پر عاد ارم بھی اُس کو کہتے ہین۔ قرآن نے سورۃ الفجر مین نہایت مختصر الفاظ مین اُسکا تذکرہ کیا ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ، إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ، الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ،

کیا تو نے نہین دیکھا کہ تیرے پروردگار نے عاد ارم کے ساتھ جو ایسی عمارتون والی قوم تھی کہ دنیا مین ویسی عمارتین کہین پیدا نہین ہوئین کیا کیا (لغت مین عماد کے معنی عمارتون کے ہین)

مفسّرین کو اِس آیت سے شبہ ہوا اور وہ یہ سمجھے کہ "ذات العماد" لفظ "ارم" کی صفت ہے اور ارم کسی مقام یا مکان کا نام تھا جو باختلاف اقوال شداد بن عاد سے منسوب ہے۔ یہ عمارت آسمانی بہشت کے مقابلہ مین اُس نے بنائی تھی۔ عمارت کیا ایک عظیم الشان شہر تھا جس کے مکانات چاندی سونے کے بنے تھے۔ اور رنگ برنگ کے بیش قیمت جواہرات سے مُرصّع تھے، جا بجا نہرین جاری تھین جن کے دونون کنارون پر سونے کا گچ تھا اور سنگ ریزون کی جگہ لعل و یاقوت اُن مین پڑے تھے۔ نہر کے کنارے سونے چاندی کے مصنوعی درخت نصب تھے جن مین جواہرات کے پھل لگے ہوے تھے ۱۲ فرسنگ

کے رقبہ مین یہ شہر واقع تھا اور تین لاکھ قصر و ایوان (یا کمرے) اسمین بنے ہوئے تھے ا
شہر بھر کی تمام عمارتین طول و عرض مین برابر تھین اور سب کا ارتفاع تین سو ہات تھا
پانسو برس مین یہ شہر آباد ہوا تھا۔[1]

ان واقعات مین خواہ کتنے ہی خلاف عقل مبالغہ کی رنگ آمیزیان کی گئی ہون تاہم اغراق و غلو سے قطع نظر کر کے اگر دیکھا جائے تو کم از کم اتنی بات ماننا ہوگی کہ قوم عاد نے جو عرب کی نہایت دولت مند و متمدن قوم تھی اور جس کا فن تعمیر مین خاص طور پر شہرہ تھا، ایک ایسا شہر با عمارت تعمیر کی تھی جو عرب بھر مین بے نظیر مانی جاتی تھی ۔
مورخین کو اتفاق ہے کہ عرب بائدہ کے تمام قبائل کا مورث ارم تھا۔ عاد و ثمود دونون ارم ہی کے نسل سے تھے۔ تاریخ مین اسی بنا پر ان دونون کو عاد ارم و ثمود ارم لکھتے ہین۔[2]
حمزہ اصفہانی کی تحقیقات کا نتیجہ بھی اسی حد تک پہونچتا ہے اور اسکی راے مین بھی عرب کے تمام پرانے تباہ شدہ خاندانون کا مورث ارم تھا جو اسی مناسبت سے ارمان کے نام سے مشہور ہین۔[3] یونانیون کے بیان سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔ یونانی تاریخون مین عرب کے جن قبائل کا تذکرہ ہے اُن مین یمن کے ایک قبیلہ کا نام وہ اپنی زبان مین Aadramitai لکھتے ہین۔ اس قبیلہ کی نسبت اُن کا خیال ہے کہ ولادت مسیح (علیہ السلام) کے زمانہ مین یمن کا یہ ایک نہایت شایستہ و مہذب و متمدن قبیلہ تھا۔ بظاہر خیال آتا ہے کہ اس لفظ سے یونانیون کی مراد حضرموت ہوگی

---

[1] مفصل واقعات کے لیے ملاحظہ ہو جغرافیہ یاقوت حموی ج ۱ ص ۲۱۳۔

[2] ابن خلدون ج ۲ ص ۱۷۔

[3] تاریخ سنی الملوک لحمزة الاصفہانی (طبع لیپزگ ۱۸۴۸ء) ص ۱۲۲ و ۱۲۸۔

مگر حضرموت کو یونانی مین Xadramotitai کے شکل مین لکھتے
ہین اور اس کا رسم الخط قدیم لاطینی مین Chatramotitai ہے۔
مورخین یونان حسب موقع و محل جغرافیہ و تاریخ کی پرانی کتابون مین ان دونون لفظون
کو ایک ساتھ استعمال کرتے ہین جو اس بات کی دلیل ہے کہ اگر ایک ہی قبیلہ مقصود ہوتا
تو ایک ساتھ دو نام نہ لیے جاتے۔ ناچار ماننا پڑتا ہے کہ Adramitai سے
"العادارمیون" یا "عادیون" مراد ہے۔

اہل عرب نے عظمت و جبروت کے بڑے بڑے افسانے قوم عاد سے منسوب کر رکھے ہین
دنیا کے اکثر ممالک کا فاتح اور تمام اہل دنیا کے مال و دولت کا وارث انھین سمجھ رکھا ہے
اصل واقعات پر تو ظلمات بعضہا فوق بعض والی تاریکی چھائی ہوئی ہے لیکن یہ امر بہر
صورت مسلّم ہے کہ اس عربی قوم نے ایک زمانہ مین اپنے تمول کے زعم مین خدا کو فراموش
کر رکھا تھا۔ حضرت ہود علیہ السلام اسی قوم کے پیغمبر تھے مگر بدبختی سوار تھی انکی ہدایت پر
کاربند نہ ہوئے اور آخر سب کے سب تباہ ہو گئے[الف] سورۃ الاعراف مین ہے۔

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۔ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۔ قَالَ يَا قَوْمِ

قوم عاد مین ہم نے انھین کے بھائی ہود کو پیغمبر بنا کر بھیجا
ہود نے ان سے کہا کہ لوگو! خدا کی پرستش کرو اس کے سوا
اور کوئی معبود نہین ہے کیا تم ڈرتے نہین، اس قوم کے
لوگون نے کہا کہ ہماری رائے مین تو بیوقوفی مین مبتلا ہے اور
ہم تجھے جھوٹا گمان کرتے ہین، ہود نے کہا اے قوم

[الف] قوم عاد کے افسانون اور کہانیون کی شرح و بسط کیلیے طبری ج ۱ ص ۱۱۰-۱۱۵- و ابن خلدون ج ۲ ص ۲۰
و جغرافیہ یاقوت حموی ج ۱ ص ۲۱۲ و ابوالفدا ج ۱ ص ۱۰۳ ملاحظہ ہو افسوس کہ ان کہانیون کی تنقیح سے ہم معذور ہین

لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن
رَّبِّ الْعٰلَمِينَ ، أُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ
رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ ، أَوَعَجِبْتُمْ
أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ
مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ
خُلَفَاءَ مِن بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ
فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً ، فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللّٰهِ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ، قَالُوا أَجِئْتَنَا
لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ
آبَاؤُنَا ، فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ
مِنَ الصّٰدِقِينَ ، قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُم
مِّن رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ أَتُجَادِلُونَنِي
فِي أَسْمَاءٍ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم
مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِن سُلْطٰنٍ فَانتَظِرُوا
إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ ، فَأَنجَيْنٰهُ
وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا
دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيٰتِنَا وَمَا كَانُوا
مُؤْمِنِينَ ،

مجھ مین بے وقوفی نہین ہے بلکہ مین تو پروردگار عالم
کا ایک پیغامبر ہون، اپنے پروردگار کے پیامون
کو تمھارے پاس پہونچاتا ہون اور مین تمھارے
لیے ناصح مخلص و معتمد ہون کیا تمھین اس بات کا
تعجب ہے کہ تمکو خدا کا پیغام ایک ایسے شخص کے ذریعہ
ملا ہے جو تمھاری ہی قوم سے ہے اور تمھین ڈرانے
آیا ہے۔ یاد کرو جبکہ خدا نے تمھین قوم نوح کے بعد قائمقام
بنایا اور تمھاری خلقت مین کشادگی بڑھادی۔
خدا کی نعمتون کو یاد کرو شاید تمھین فلاح ہو۔ تو قوم
نے کہا کیا تو ہمارے پاس یہی لیکر آیا ہے کہ تنہا ہم ایک
خدا کی پرستش کرین اور ہمارے بزرگ جو کچھ پوجتے تھے
سب چھوڑ دین؟ لے آ جس بات کی وعید تو ہمین
سنا رہا ہے اگر تو سچا ہے۔ ہود نے جواب دیا کہ
تمھارے پروردگار کا غضب و عذاب تم پر نازل
ہو چکا ہے کیا تم ایسے نامون کے لیے جھگڑتے ہو جو خود
تم نے اور تمھارے بزرگون نے رکھ چھوڑے ہین خدا نے
ان کے بارے مین کوئی دلیل نہین اتاری ہے اب عذاب الٰہی کا
انتظار کرو مین بھی تمھارے ساتھ منتظر ہون آخر ہم نے ہود
اور اسکے ساتھیون کو اپنے رحم و کرم سے نجات دی اور ان
لوگون کی ذیل منقطع کر دی جو ہماری نشانیون کو جھٹلاتے تھے

ایک دوسرے مقام پر وہ نظارہ پیش نظر ہے جبکہ حضرت ہود اس سرکش قوم کو نصیحت کر رہے ہین اور عبرت دلا رہے ہین کہ :۔

أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ وَتَتَّخِذُونَ
مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ، وَإِذَا بَطَشْتُمْ
بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ، فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ،
وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ، أَمَدَّكُمْ
بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ، وَجَنَّاتٍ وَعُيُونٍ، إِنِّي أَخَافُ
عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ،

کیا بناتے ہو تم ہر مقام مین ایک نشانی بو الفضولی کے لیے
اور کارخانے بناتے ہو کہ شاید ہمیشہ زندہ رہو اور جب زور
دکھاتے ہو تو جبار بن جاتے ہو خدا سے ڈرو اور میری اطاعت
کرو ڈرو اسے جس نے تمہاری مدد کی ہے اس چیز سے جو تم جانتے ہو
مدد کی ہے بھیڑ بکریون سے اور اولاد سے باغون سے اور چشمہائے جاری
سے مین ایک بڑے دن (روز قیامت) کے عذاب سے تمہارے لیے
ڈر رہا ہون ۔

ان آیات سے قوم عاد کی مادی عظمت سرکشی کی صحیح تصویر آنکھون کے سامنے پھر جاتی ہے اور اندازہ ہو سکتا ہے کہ جس قوم کی عمارتین ایسی ہون کہ ملک بھر مین انکی نظیر نہ ہو، قوم نوح کی شان و شوکت انھین وراثت مین ملی ہو اور جسمانی توانائی مین اپنے پیشرؤون سے بھی بڑھے ہون، انکی سلطنت و حکومت کیسی ہو گی۔ آثار قدیمہ کے محققین نے گو ابھی تک اس قوم کی کسی یادگار کے انکشاف مین کامیابی نہین حاصل کی ہے تاہم علمائے عرب کے بیان کو اگر صحیح تسلیم کیا جائے تو چھٹی صدی ہجری تک اس سلطنت کے آثار کا پتہ چلتا ہے۔ علامہ یاقوت حموی معجم البلدان مین لکھتے ہین :۔

جش ارم جبل عند اجا احد
جبلی طیء املس الاعلی سهل ذروة
الابل والحمیر کثیر الکلاء
وفی ذروته مساکن لعاد ارم

جش ارم کوہ آجا کے پاس (جو بنی طے کے دونون
پہاڑون مین سے ایک پہاڑ کا نام ہے) ایک پہاڑی ہے
جسکا بالائی حصہ نہایت نرم اور چکنا ہے اس پہ ایک چراگاہ
ہے جسمین اونٹ اور گدھے چرا کرتے ہین گھاس اور چارہ

فیہ صور منحوتۃ فی الصخر [1]

بہت ہی چوٹی پر عاد ارم کے مکانات ہیں جنہیں پتھر کے اندر کھدی ہوئی تصویریں بنی ہیں[1]

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

والصیر جبل باجاف دیار طی ؎ کھوف شبہ البیوت [2]

اجا کے قریب بنی طے کے مضافات میں صیر نامی ایک پہاڑ ہے جس میں گھر کے ایسے غار بنے ہیں۔

ممکن ہے کہ جش کے نقوش اور صیر کے غاروں میں کچھ مشابہت ہو جیسے رائل جغرافیکل سوسائٹی لندن کا علمی وفد جو عرب کے آثار قدیمہ کی تحقیقات کو روانہ ہوا ہی دریافت کرلے اور جس طرح حوران والعلاء و مدائن صالح کے حالات معلوم ہوئے ہیں یہ واقعات بھی روشنی میں آ جائیں۔

ثمود

قرآن میں ثمود کا تذکرہ قوم عاد کے ساتھ ساتھ ہے اس لیے کہ دونوں واقعے یکساں عبرت خیز ہیں۔ عاد کے تذکرے کے بعد ثمود پر عطف ہی۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا، قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ، هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً، فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ، وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ

قوم ثمود میں ہم نے انھیں کے بھائی صالح کو پیغمبر بنا کر بھیجا صالح نے کہا اے لوگو خدا کی عبادت کرو اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہی تمھارے پروردگار کی واضح نشانی تمھارے پاس آچکی ہی یہ خدا کی اونٹنی تمھارے لیے نشانی ہی خدا کی زمین میں اسی کھانے (چرنے) دو اور تکلیف دو ورنہ دردناک عذاب میں پکڑے جاؤ گے، اس مہربانی کو یاد کرو کہ خدا نے تمھیں قوم عاد کا جانشین بنایا اور زمین میں جگہ دی جس پر

[1] معجم البلدان حرف جیم۔ مادہ جش۔
[2] معجم البلدان حرف صاد مادہ صیر۔

تَتَّخِذُونَ مِنْ سُهُولِهَا قُصُورًا وَّتَنْحِتُونَ
الْجِبَالَ بُيُوتًا، فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللهِ وَلَا تَعْثَوْا
فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ، قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ
اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا
لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُرْسَلٌ
مِنْ رَبِّهِ، قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ
قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ
فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ
ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ فَأَخَذَتْهُمُ
الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ،

مکانات بناتے ہو اور پہاڑون سے گھر تراشتے ہو۔ خدا کی
نعمتون کو یاد کرو اور دنیا مین فساد نہ برپا کرو۔ قوم کے سرکشون
کی جماعت نے کمزور فریق سے جو ایمان لا چکا تھا کہا کہ آیا تم جانتے ہو
کہ صالح خدا کا پیغامبر ہے لوگون نے جواب دیا کہ وہ جو کچھ پیغام
لیکر آیا ہے ہمارا تو اس پر ایمان ہے، سرکشون نے کہا کہ تم جس
بات پر ایمان لائے ہو اس کے منکر ہین آخر اونٹنی کی کونچون
کو کاٹ ڈالا اور اپنے پروردگار کے حکم سے گردن کشی کی اور
کہا کہ لے آ اس عذاب کو جس کی تو دھمکی دیا کرتا تھا اگر تو
پیغمبرون سے ہے نتیجہ یہ ہوا کہ زلزلہ نے انکو گرفتار کر لیا اور
اپنے گھر مین ہی تباہ ہو کر رہ گئے

مفسرین نے ان آیات کی تفسیر مین بہت سی جزئیات بڑھائی ہین جن کی نہ تو ابھی تحقیقات ہو سکی اور نہ تاریخ انکی تصدیق کی ضامن رہی ہے۔ گو اب سے کچھ روز پیشتر محققین کو اس قوم کے واقعات مین بہت سے شبہات تھے مگر موجودہ انکشافات قرآن کے بیان کے حرف بحرف مؤید ہین اس قوم کی دار السلطنت ارض حجر مین واقع تھی جہان آجکل مدائن صالح آباد ہے اور جو دمشق سے مدینہ مبارکہ کو آتے ہوئے حجاز ریلوے کا ایک مشہور اسٹیشن ہے۔ سرجون بادشاہ اشور کے مقبوضات مین ثمود کا نام بھی ملتا ہے۔ یہ بادشاہ ۷۱۵ء قبل مسیح مین یہان قابض ہوا ہے۔ یونانیون نے بھی قوم ثمود کا تذکرہ کیا ہے وہ انھین ثمودینی Thamudeni لکھتے مین ۔ حجر کو Agra حجر کے قریب مقام "فج الناقہ" کو بطلیموس نے Bandanata لکھا ہے جس سے اس امر کا پورا ثبوت ملتا ہے کہ اونٹنی کی روایت کوئی خیالی افسانہ نہین ہے بلکہ واقعہ حال ہے۔

Cl. 338 (3)

عرب قدیم کا تمدن

اصنام العرب عرب میں ایام جاہلیت بُت پرستی کے لیے مشہور ہے۔ تمام قبائل میں بتوں کی پرستش کا رواج تھا، اور ہر قبیلہ کے لیے جدا جدا بُت تھے پجاریوں کے گروہ کی بڑی عزت تھی، بڑی دھوم دھام سے قربانیاں چڑھائی جاتی تھیں اور وہ سر جو خدا کے آگے نہیں جھکتا تھا، بتوں کے پاؤں ہی لگا رہتا تھا۔ بتوں کی عبادت کا طریقہ قبائل میں مختلف تھا اور اس اختلاف کی بنا پر بارہا جنگ و جدال تک نوبت پہونچی۔ اہل عرب خشک مزاج تھے اور بتوں کی اس قدر عظمت کرنے پر بھی کبھی کبھی طبیعت زندہ دلی اُن کی مذہبی پارسائی پر غالب آجاتی تھی، ایک قبیلہ کا بُت حیس[1] کا تھا جب کوئی تقریب پیش آتی حیس کی مقدار اُس بُت میں بڑھا دی جاتی تھی، کھجوروں کا اچھا خاصہ ایک مجسمہ تھا اور اہل قبیلہ کی فیاضی سے ہمیشہ اُس کے جسم کی فربہی ترقی پر تھی۔ ایک بار سخت قحط پڑا، ملک میں وسائل خوش باشی کی یوں ہی کمی تھی، اب جان پر بن گئی، بزرگانِ قوم نے اپنے معبودوں سے حاجت براری کے لیے منتیں مانیں، قربانیاں چڑھائیں جب کسی طرح کشود کار نہ ہوا تو حصول برکت کے لیے معبود اعظم (بت) پر دست درازی کی اور متبرک سمجھ کر نوش کر گئے۔

باایں ہمہ اہل تحقیق کی رائے میں عہد رسالت کے دوسو یا زائد از زائد تین سو برس

---

[1] کھجوروں کی گٹھلی نکال کر پھینک دیتے تھے اور دودھ یا گھی ملا کر کھاتے تھے۔ اس غذا کا نام "حیس" تھا۔

قبل عرب میں بت پرستی کا رواج نہ تھا، اور نہ بت پرستی کے قواعد و رسوم اُن کے طرزِ معاشرت میں داخل تھے۔ عرب کے مشہور بت اساف و نائلہ و ہبل و ود و سواع و یغوث و یعوق و نسر تھے مگر یہ بھی ہمسایہ ممالک سے عرب میں آئے تھے، خاص عرب میں پہلے ان کی پرستش کا رواج نہ تھا، اللہ تعالیٰ نے سورۂ نوح میں خبر دی ہے

قَالَ نُوحٌ رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا، وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا، وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا ؕ

نوح نے کہا یا اللہ ان لوگوں نے میرا کہا نہ مانا اور ایسے کا کہنا مانا جس کو اُسکے مال و اولاد نے اور زیادہ خسارہ ہوا، یہ بڑی بڑی تدبیریں کر رہے ہیں، اور کہتے ہیں کہ (اے لوگو) اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور ود و سواع و یغوث و یعوق و نسر کو ترک نہ کرنا یہ بہتوں کو بہکا چکے ہیں۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ ود و سواع وغیرہ حضرت نوح کی امت کے قومی بت تھے اہل عرب کی قومی روایتیں بھی اس کی مؤید ہیں زمخشری نے لکھا ہے:

قد انتقلت هذه الاصنام عن قوم نوح الى العرب فكان ود لكلب وسواع لهمدان ويغوث لمذحج ويعوق لمراد ونسر لحمير ولذلك سميت العرب بعبد ود وعبد يغوث [1]

یہ بت قوم نوح سے عرب میں آئے تھا ود قبیلہ بنی کلب کا بت تھا، سواع بنی ہمدان کا، یغوث مذحج کا، یعوق مراد کا، نسر حمیر کا، اور اسی وجہ سے اہل عرب عبد ود و عبد یغوث نام رکھا کرتے تھے۔

[1] کشاف۔ ج ۲ ۔ص ۴۳۲ و تفسیر کبیر ج ۸ ص ۳۱۰۔

[2] عام اتفاق ہے کہ ۳۰۰ سال قبل مسیح بت لائے گئے تھے دراصل بت پرستی عرب میں نہ تھی۔ ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۲ ص ۹۶

اِس تصریح پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ طوفان نوح نے جب ساری دُنیا کی ہیأت بدل دی اور روئے زمین سے شرک و بُت پرستی مٹا دی تو مشرکین کے یہ بُت کیونکر باقی رہے اور کس طرح عرب میں پہونچے۔ پہلے پہل یہ شبہ امام رازی کو گزرا تھا لیکن جب آثار قدیمہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ سامی قومیں بزرگوں کی یادگاروں کو تازہ رکھا کرتی تھیں اور کوئی جدید کام بھی کرتیں تو اسلاف کے نام سے منسوب کرتی تھیں۔ تو بہت ممکن ہے کہ حضرت نوح کے بعد جب کبھی شرک کا رواج ہوا ہو تو اخلاف نے بتوں کے وہی نام رکھے ہوں جو حضرت نوح کے عہد میں اُن کے اسلاف نے رکھے تھے۔

انساب العرب القدماء کا مسیحی مؤلف لکھتا ہے[1] کہ اہل عرب اور تمام سامی قومیں فطرتاً موحد تھیں بت پرستی کا رواج ان میں بعد کو ہوا۔ خاص عرب کے متعلق کافی تحقیقات ہو چکی ہے کہ ان کے تمام مذہبی عقائد توحید سے منشعب تھیں وہ ایام جاہلیت میں عراق کی قوم اشور اور ابی سینیا کے حبشیوں سے گھرے ہوئے تھے۔

اور یہ سب قومیں اُس زمانہ میں بُت پرست ہو چکی تھیں ہندوستان سے بھی اُن کے تجارتی تعلقات تھے۔ جاہلیت کی آخری صدیوں میں عرب کا قدیم تمدن مٹ چکا تھا اب دوسری قوموں کی نظر فریب نمایشوں سے وہ متاثر ہونے لگے تھے جس ملک میں تجارتی اغراض سے جاتے اور وہاں کسی بُت کی عظیم الشان معبودیت کا تذکرہ سنتے تو اگر ممکن ہوتا تو اُسی کو اُٹھا لاتے ورنہ واپس آنے پر ویسا ہی بُت بنا لیتے۔

مروجین بُت پرستی کے طبقے میں زیادہ مشہور عمرو بن لحی تھا جس نے مکہ مبارکہ میں بُت لا کر نصب کیئے وہ دراصل ایک کاہن تھا، مکہ مبارکہ پر جب اُس کا

---

[1] انساب العرب القدماء ص ۳۹ - ۴۱

قبضہ ہوا تو قوم جرہم کو اُس نے شہر بدر کر کے کعبہ شریفہ کی خدمت اپنے ذمہ لے لی اور ممالک غیر سے بت لا کر جمع کیے۔ بلقا سے ہبل و اساف و نائلہ[۵۱] اور ساحل جدہ سے وَد و سواع و یغوث و یعوق و نسر کو منگوایا[۵۲] اور اپنے ذاتی اثر سے کام لے کر مشہور قبائل عرب کو انکی پرستش پر آمادہ کیا۔

ان بتوں میں سب سے زیادہ عظمت و شان ہبل کی تھی، اسکو صنم اکبر کہتے تھے اس کی ہیئت ایک تنومند فربہ آدمی کی سی تھی، تانبے یا شیشے کا بنا ہوا تھا، بڑی بڑی قربانیاں اس پر چڑھائی جاتی تھیں اور بغیر اس کی اجازت کے کسی اہم کام کی ابتدا نہیں کی جاتی تھی، باایں ہمہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ بت دراصل فینیقیہ یا اہل کنعان کا معبود تھا، اور وہاں سے عرب میں آیا تھا، اس قیاس کی تین وجہیں ہیں۔

(اولاً) روایات عرب خود شہادت دے رہے ہیں کہ ارض بلقا سے اس بت کو عمرو بن لحی عرب میں لایا تھا۔

(ثانیاً) عرب میں جتنی چیزیں تھیں سب کے لیے انکی وسیع زبان میں الفاظ موجود تھے اور وہ الفاظ خاص انھیں کی زبان سے مشتق تھے، لفظ ہبل کسی عربی مادہ سے مشتق نہیں ہے بلکہ یہ ایک عبرانی یا فینیقی لفظ ہے جس کی اصل "ہبل" تھی یہ بت فینیقیوں کا سب سے بڑا بت تھا اور کنعان و مواب و مدین و بابل و لیبی وغیرہ کی تمام قومیں اس کو پوجتی تھیں اہل فینیقیہ کے یوں تو بیسیوں معبود تھے مگر دو بت خاص طور پر ممتاز تھے ایک ہبل جسکو نر مانتے تھے دوسرا عشروت جسکو مادہ سمجھتے تھی، بعل ان کی زبان میں معبود

[۵۱] ابن ہشام ج ۱ ص ۲۷ - و مسعودی - ج ۵ ص ۵ (برحاشیہ ابن اثیر - ذکر البیوت المعظمہ)
[۵۲] معجم البلدان یاقوت حموی - ج ۴ ص ۹۱۴ -

دسردارِ اعظم کے لیے استعمال ہوتا ہے اور "ہ" حرف تعریف ہے جیسا کہ عربی مین "ال" حرف تعریف ہے، لہذا ہبعل کو لبعل سمجھنا چاہیئے، جس سے مراد معبودِ اعظم ہے، عربی مین آکر عین کی تخفیف ہوگئی اسلیے کہ بعل کو کلدانی بل کہا کرتے تھے۔

(ثالثاً) عرب مین اس کی جو عبادت کا طریقہ تھا ہبعل کے طریق عبادت سے بالکل ملتا جلتا ہے، ہبعل کو موابی و فینیقی بلند اور اونچے ٹیلون یا گھرون کی چھت پر نصب کر کے اُس کے لیے جانورون یا آدمیون کی قربانی کرتے تھے اور بخور کی دھونی دیتے تھے یہی طریقہ عرب مین ہبل کی عبادت کا تھا کہ اُس کو کعبہ کی چھت پر نصب کر کے تمام رسوم ادا کرتے تھے۔

اساف و نائلہ کو بھی عمرو بن لحی ارض بلقا سے لایا تھا) یہ دونون بھی بڑے پایہ کے بُت تھے، ایک کی صورت عورت کی تھی اور دوسرے کی مرد کی، عمرو نے اِن دونون کو بلقا سے لاکر چاہ زمزم کے قریب نصب کیا تھا مگر بعد کو ایک صفا مین اور دوسرا مروہ مین لایا گیا۔ ان دونون کو اور ہبل کو بت پرستی کی اس قسم کی شاخ تثلیث سمجھنا چاہیئے جس کا رواج پرانے زمانے کے بت پرستون مین بہت تھا، ان تثلیثون مین اکثر ایک بت کو مرد فرض کرتے تھے ایک کو عورت اور ایک کو لڑکا، قدیم مصریون اور کلدانیون مین اس رسم کا خاص رواج تھا۔

یغوث کی صورت شیر کی سی تھی، اور ساحل جدہ سے مکہ مبارکہ مین لایا گیا، جدہ حبش و مصر سے حجاز مین آنے والے مسافرون کا اسٹیشن ہے۔ لہذا اگر یہ بت جدہ سے لایا گیا تو یا حبشہ سے آیا ہوگا اور یا مصر سے۔ مصر مین بھی شیر کی صورت کا ایک معبود تھا، جس کو تفنوت کہتے تھے۔ تفنوت اور یغوث مین واضح طور پر تجنیس لفظی موجود ہے اگر کوئی "رلصوب" بغیر نقطون کے لکھے تو پڑھنے والے اُس کو نفنوت بھی پڑھین گے

اور نعنوت بھی اور یغوث بھی، قدیم زمانے کی جو عربی نوشتے یورپ مین محفوظ ہین اُن سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونون الفاظ پر نقطہ دینے کی زیادہ پابندی نہ تھی ابتدائے تمدن اسلام مین بھی اس قسم کی نظیرین ملتی ہین۔ قیصر روم جو خلیفہ ہارون الرشید کا باجگزار بادشاہ تھا بعض مورخین عرب اُس کو نیقفور لکھتے ہین اور بعض نعفور اور بعض نقفور، اور آخری نام صحیح ہے، اس لیے کہ اس کا اصلی نام نائیسفورس تھا، اسلام مین باین ہمہ تمدن جب اس قسم کا التباس ہو تو کیا جاہلیت مین ایسا ہونا ممکن نہین؟ عہد بنی اسرائیل مین بھی اس قسم کی تبدیلیان نظر آتی ہین، قابین سے قابیل، جلیات سے جالوت، اور قورح سے قارون کی ہیأت ان ہی اصول سے تبدیل ہوئی۔

"عجیب ہیأت کا بت تھا، عرب کے تمام بتون مین اس کی شکل سب سے نرالی تھی" صاحب معجم البلدان لکھتے ہین۔

انہ علی تمثال رجل کاعظم ما یکون من الرجال قد دبر علیہ ای نقش علیہ حلتان متزر بحلۃ ومرتد بحلۃ علیہ سیف وقد تنکب قوسا وبین یدیہ حربۃ فیہا لواء وجعبۃ فیہا سہام۔

یہ بت ایک بہت بڑے آدمی کی شکل کا تھا اُسکی پوشاک دو چادرون کی تھی، ایک چادر کا تہ بند پہنے ہوے اور ایک کو اوڑھے ہوے، اوپر ایک تلوار تھی اور کندھے مین ایک کمان پڑی ہوئی تھی سامنے ایک حربہ مین جھنڈا ہوتا تھا اور ترکش مین تیر رہتے تھے۔

یہ سج دھج فراعنہ مصر سے نہایت مشابہ ہے، وہ اسی وضع سے سوار ہوکر میدان جنگ مین جاتے تھے، مصریون کے بت "ریسیس" کی بھی یہی صورت تھی، اور فینیقیہ کے بت اشبو کا مجسمہ بھی اسی طرز کا ہے[۱] ہمارے پاس کوئی قطعی دلیل تو نہین ہو تاہم کہہ سکتے ہین کہ اس بت کا فینیقیہ یا مصر سے عرب مین آنا قرین قیاس ہے، اور یہ تو مسلم ہے کہ خاص عرب کا بت نہ تھا

[۱] بغیۃ الطالبین صفحہ ۱۲۰۔

یہی حالت عرب کے تمام بتون کی تھی اور ہر ایک کے متعلق جو واقعات مذکور ہین اُن مین ہر ہر جز کی اگر تحلیل کی جائے تو صاف نظر آئے گا کہ تیسری صدی عیسوی کے بعد عرب مین بت پرستی کا رواج ہوا ہے، جب اسکی نہایت کثرت ہوئی اور اہل عرب اپنے مسالہ توحید کو بالکل بھول گئے تو ایک الوالعزم مصلح کی نہایت ضرورت محسوس ہوئی جس کے لیے زمانہ نے جناب سالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کو انتخاب کیا، آپ کے انوار ہدایت سے یہ ساری تاریکیان کافور ہوگئین اور دنیا مین پھر اسی فطرۃ اللہ کا نظام قایم ہوگیا جسکی تعلیم ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ (ع) ہمیشہ سے دیتے آئے تھے اور جسکی نسبت خود مبدء فیاض سے یہ حکمنامہ آیا تھا کہ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لاتبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم[۱]۔

قدیم سامی زبانین

آثار قدیمہ نے مستشرقین کو یقین دلا دیا ہے کہ اصل عربی زبان اپنی ابتدائی زندگی مین موجودہ زبان سے بہت مختلف تھی۔ عہد رسالت سے دو سو برس پہلے کا ادبی ذخیرہ آج ناپید ہے تاہم اگر عربی اسی کا نام ہے جو چھٹی صدی عیسوی مین رائج تھی تو ہم کہہ سکتے ہین کہ ہمارے زمانہ کی نظم و نثر مین اور امرء القیس کے قصائد اور قس بن ساعدہ کے لکچرون مین کچھ بہت فرق نہین ہے قانون عمران نے جب نخان عرب کو جزیرہ نمائے عرب سے نکال کر ارض بابل و فلسطین مین بسایا اور مقامی آب و ہوا سے مولدین کے لہجے مین جن کو عرب کا پوردہ طبقہ کہنا صحیح ہوگا تغیرات ہونے لگے، تو شدہ شدہ ہر لہجے کی ایک مستقل زبان ہوگئی اور

[۱] یہ (یعنی اسلام) وہی فطرت الٰہی ہے جس پر خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے خدا کی پیدا کردہ کی قاعدہ مین تبدل و تغیر نہین دین محکم یہی ہے۔

استاد دیماشقے نے ان سب کو اصل عرب سے جدا کر دیا۔ اس اصل مین ا حسب ذیل شاخین نکلین

ارامیون اور اشوریون کی زبانین - اس شاخ مین اشور کی زبان جو خط مسماری (خط میخی) مین مرقوم ہے اور ارامی کی دونون شاخین - بابلی و کلدانی شامل ہین - نبطی اور نیز صابی یعنے پیروان مانی کی زبان بھی اسی جڑ کی شاخ ہی -

کنعانیون کی زبانین - اس شاخ مین عبرانی و فینیقی و سامری زبانین شامل ہین - عبرانی و سامری زبان کی مشہور تالیفات کتب عہد قدیم (مجموعہ توراۃ) ہین - فینیقی خط کے آثار کم ملتے ہین -

اہل عرب کی زبانین - یہ شعبہ دوسری شاخون سے اس حیثیت مین ممتاز ہے کہ جمع تکسیر اس کے سوا اور کسی زبان مین نہین - اس مین حجاز کی زبان (عربی) یمن کی زبان (حمیری) حبشہ کی زبان (غیزی ملہ) اور جنوبی عرب مثلاً بلاد مہرہ و ہراری و شحر وغیرہ کی زبانین شامل نہین -

عربی زبان، حمیری اور حبشی زبان کی حقیقی بہن ہے - اس کی اصلیت دریافت کرنا چاہو تو ان دونون کے الفاظ پر عمیق نظر ڈالو، پھر دوسری سامی زبانون کی تحقیق کرو جو اس سے قریبی رشتہ دار ہین، پھر ان زبانون کو دیکھو جن پر عہد قدیم مین حکومت یا تجارت کے ذریعہ سے عرب کا سایہ پڑا ہے، مثلاً ایران و سندھ و شام و مصر کی قدیم عربی زبانین - حبشی زبان کا سب سے قدیم اور سہل الحصول مجموعہ ترجمہ توراۃ ہی اس کے دیکھنے سے تم کو معلوم ہوگا کہ عربی کی ابتدائی زندگی کس نہج پر شروع ہوئی تھی - آجکل ایک مستشرق

ملہ حبشے کے ملک کو یون سمجھو کہ قوم حمیر کی ایک نوآباد کالونی تھی، یہان کے قدیم باشندے مولدین عرب تھے جنکی زبان کا نام غیزی تھا، پہلے مسیحی تالیفات کا اس زبان مین بڑا ذخیرہ تھا، اب یہ زبان متروک ہی -

ارض حبشہ مین سیاحت کر رہا ہے، اُس کے سیاحت کا مقصد حبشی لٹریچر اور آثار قدیمہ کی تحقیق ہے، اس موضوع کی تفصیل کے لیے ہمکو خاتمہ سفر اور اُس کے نتائج کا انتظار ہو

حمیری زبان کی کتابت خط مسند مین تھی، ابتداءً اس زبان کی بعض کتابین عربی متعارف مین ترجمہ ہوئی تھین۔ علامہ ابن خلدون ان کتابون کیطرف اشارہ کرکے فرماتے ہین تشھد بذلك «الانقال» الموجودة لدنیا[۱] یعنی ہمارے پاس جو «انقال» موجود ہین وہ ہمارے بیان کی شہادت دے رہے ہین

اس زبان کی بعض کتابین یورپ کے کتب خانون مین محفوظ ہین اور یورپین زبانون مین بعض کے ترجمے بھی ہوگئے ہین۔ حمیری زبان کے مشہور محقق اور قوم حمیر کی یادگارون کے عاشق موسیو ہالیفی پروفیسر مدرسۃ الصوربون و مرین یونیورسٹی اور جرمن مستشرق موسیو گلاسر ہین ان دونون نے یمن کی سیاحت بھی کی ہے اور یمن کے متعلق طویل الذکر کتابین بھی تالیف کی ہین۔ لیکن افسوس ہے کہ یورپ کے عجائب خانون مین قوم حمیر کے جو آثار موجود ہین اُن مین کسی کی تاریخ پانچوین صدی عیسوی سے متجاوز نہین ہوتی، تاہم اُن کے دیکھنے سے بھی ایک حد تک عربی کی ابتدائی زندگی کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

آج عربی وارامی وغیرہ کی حدین جدا جدا نظر آتی ہین لیکن پہلے اتنی تفریق نہ تھی

ارض شام کی سرحد پر خیبر کے شمال مین تیما ایک مقام ہے، یہ مقام مدینہ مبارکہ سے ۴۵۰ کیلومتر[۲] کے فاصلہ پر ہے اور تیماء یہود کے نام سے مشہور ہے، سموئل بن عادیا جس کی

---

[۱] مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۴۸۹۔

[۲] ہزار متر کا ایک کیلومتر ہوتا ہے اور متر ۳۹ انچ یعنے ایک گز ۳ گرہ کا ہوتا ہے لہذا ایک کیلومتر کے ۱۰۸۳ گز ہوئے

وفائے صدق امانت مین اب تک ضرب المثل ہے اس کا قلعہ یہین تھا، یہان ایک لوح ملی ہے جس پر ارامی خط کا ایک کتابہ ہے مگر زبان کسی قدر ملتی جلتی ہے یہ لوح عجائب خانہ پیرس مین محفوظ ہے اور اس امر کی شہادت دے رہی ہے کہ ارامی پر عربی کی حکومت تھی اور عرب مین ارامی خط کا رواج تھا۔ ابن اثیر نے تاریخ الکامل مین ارامی کو ارمانی لکھا ہے اور بتایا ہے کہ یہ سواد عراق کے نبطی ہین، ارض بابل سے موصل تک انکی حکومت تھی۔ یہ مسالہ بجائے خود ثابت ہو چکا ہے کہ مولدین عراق وغیرہ کو اہل عرب نبطی کہتے تھے پانی تک پہونچنے کو انباط کہتے ہین عرب کی بے آب وگیاہ زمین سے نکل کر جب عربی قبائل عراق کے تر و تازہ و شاداب مقامات مین آباد ہوئے تو اُن کا لقب نبطی مشہور ہو گیا جس کے معنی صاحب الماء کے ہین اور چونکہ عرب مین پانی سب سے بڑی دولت سمجھی جاتی تھی اس لیے نبطی کے لقب مین دولت و تمول کا راز بھی مضمر تھا۔ رفتہ رفتہ اختلافات نسب نے نبطیون مین تغیرات پیدا کر دیے اور وہ اپنی خاندانی عربیت کو مقامی اثر سے محفوظ نہ رکھ سکے، عرب کے قومی امتیازات مین شرافت کا بڑا پایہ تھا، وہ وصیت کیا کرتے تھے کہ دیکھنا نبطیون کی طرح کہین تم بھی اس جوہر کو نہ کھو بیٹھنا حضرت عمر (رض) فرماتے ہین۔

احفظوا انسابکم ولا تکونوا کنبط السواد اذا سال الھم احد من تنتسبون قالوا نحن من بلدۃ فلان۔	اپنے نسب کو محفوظ رکھو اور نبطیون کیطرح نہ بن جاؤ کہ اُن سے جب کوئی پوچھتا ہے کہ تم کس خاندان سے ہو تو کہتے ہین کہ ہم فلان شہر کے رہنے والے ہین

موسیو ووتی نے ۱۸۶۲ء و ۱۸۷۶ء دہوٹی نے ۱۸۸۳ء و ۱۸۸۴ء مین مدائن صالح کے مقام حجر مین جو تیماء کے جنوب مغرب مین واقع ہے بہت سی قبرین دریافت کی ہین جن پر نبطی حروف مین عبارتین منقوش ہین۔ یہ قبرین پہلی صدی عیسوی کی ہین تاریخ عرب مین اگرچہ یہی

مشہور ہے کہ نبطی عراق کے باشندے ہین، مگر آثار بتا رہے ہین کہ جزیرہ نمائے عرب کے شمال
مغرب مین بھی اُن کی حکومت تھی، بترا ان کا دار السلطنت تھا جو وادی موسی کے قریب ہے
اور ضلع معان کے حدود مین داخل ہے۔ فرنچ عالم بارکی دو فوغوی نے مشرقی حوران (واقع
ملک شام) مین ایک مقام دریافت کیا ہے جس کو صفا کہتے ہین، یہان خط مسند مین حمیری
زبان کے کئی کتابے برآمد ہوئے ہین، اسی قسم کے کتابے موسیو ہوبر کو جنوبی حوران مین بھی ملے
ہین جن سے دریافت ہوتا ہے کہ بعض قبایل جنوب سے شمال مین جا کر آباد ہو گئے تھے۔ یہ وہی
قبائل تھے جنھون نے تنوخ یعنی اقامت کے ارادے سے سیاحت اختیار کی تھی اسی مناسبت
سے تنوخ اُن کا نام ہی پڑ گیا، تاریخ الکامل مین انکے واقعات مفصل مذکور ہین۔ خط مسماری
کے آثار بتا رہے ہین کہ اشوریون نے بارہا عرب پر حملے کیے اور نوین صدی قبل مسیح سے
چھٹی صدی قبل مسیح تک فوج کشی کرتے رہے، گو ایک زمانے مین قوم اشور کا اصلی وطن عرب
تھا اور بعد مین حب وطن ہی اُن سے یہ فوجکشی کرا رہی تھی، تاہم

سعدیا حب وطن گرچہ حدیث ست صحیح نتوان مرد بسختی کہ من اینجا زادم

غیر قومون کے حملے بتا رہے ہین کہ اس زمانے مین اگر عرب مین دولت و شائستگی و ثروت
نہ رہی ہوتی تو شاید حملہ آور ادھر کا رخ بھی نہ کرتے۔

عرب کی قدامت

محققین کو قدما سے اہل عرب کے متعلق آج جس قدر غلط فہمیاں سنگ راہ ہین کسی قوم کے متعلق ایسی تاریکیاں نہین حائل ہوئین۔ اس کے تین اسباب ہین

(۱) قدیم تاریخی وادبی ذخیرہ پر عبور نہین۔

(۲) موجودہ حالت پر گزشتہ کو بھی قیاس کرتے ہین۔

(۳) تاریخین خود شہادت دے رہی ہین کہ ظہور اسلام کے قبل اہل عرب مین اس قدر تاریکی پھیلی ہوئی تھی کہ زمین کا یہ بے آب وگیاہ حصہ تاریک خیالی کے لحاظ سے بحر ظلمات بنا ہوا تھا۔ ظہور اسلام سے بہت زیادہ قبل کے ادبی و تاریخی آثار سے واضح ہوتا ہے کہ کسی غیر تاریخی زمانہ مین ارض عرب کو تمدن وشایستگی مین اس زمانے کی نسبت سے انتہائی شہرت حاصل تھی، ان کی سلطنت دنیا کی مشہور ومعروف سلطنت تھی، اور خود اپنے ملک کے علاوہ اکثر ممالک مین ان کی زبردست حکومتین قائم تھین، زمانہ دراز کے بعد جب حکومت مین ضعف آیا تو شایستگی مین بھی شدہ شدہ کمزوری نمایان ہونے لگی، اور آخر مدتہاے مدید گزرنے پر جہالت و توحش نے تمدن کی جگہ لے لی اور سارے ملک مین بدویت پھیل گئی جسکی مضحکہ خیز داستانین جاہلیت عرب کی ان وحشیانہ لڑائیون مین مذکور ہین جنھین "ایام عرب" کہتے ہین یہ افسوسناک حالت ایسی نہ تھی کہ دنیا کو اسکی اصلاح کی ضرورت نہ ہوتی، مفاسد کی حد ہو گئی تھی لہذا خدا نے مصلح اعظم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو مبعوث فرمایا اور آپ نے پھر اسی تمدن کی رہنمائی کی جسکی تجدید ایک زمانے مین حضرت ابراہیم نے کی تھی اور اس جاہلیت مین بھی

اُن کے نام سے اُس کو شہرت تھی۔

تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ عرب کا وہ سرسبز حصہ جس کو یمن کہتے ہین ایک زمانہ میں وہان عرب کے اُس برباد شدہ قبیلہ کی سلطنت تھی جسکو علماے انساب "بنی حضورا" یا "بنی حصورا" کہتے ہین اسکی نسبت ہی دیار یمن کو اُس زمانے مین ملک حاصور کہتے تھے، اور صحیفہ حضرت ارمیا مین جہان یہ وارد ہے کہ "اے حاصور کے باشندو بھاگ چلو اس لیے کہ بنوخذ نصر (بخت نصر) نے تمھارے لیے تدبیرین کی ہین" اُس سے یہی ارض یمن مراد ہے۔

اِس کا واقعہ یہ ہے کہ عرب مین اُن دنون ایک پیغمبر صاحب تھے جن کا نام شعیب بن ذی مہدم تھا یہ حضرت بخت نصر کے جانبدار تھے، بخت نصر گو خود بھی عربی الاصل تھا تاہم مولد نہ تھا اور اُس کے ظالمانہ حملون سے اہل عرب سخت متنفر تھے، غالباً اِسی طرفداری کی وجہ سے انھون نے شعیب کو شہید کر ڈالا۔ بخت نصر کو خبر معلوم ہوئی تو بدلہ لینے کے لیے لشکر کشی کی اور تین برس کی مسلسل لڑائیون کے بعد عرب پر تغلب حاصل ہوا[۱]۔

اسی زمانے مین جبکہ بخت نصر اہل عرب سے جنگ مین مشغول تھا یہویاقیم نے سرکشی کی لیکن بخت نصر کو اُس کی سرکوبی کے لیے خود فرصت نہین ملی اور جیسا کہ سفر الملوک کا بیان ہے کلدانیون اور ارامیون وغیرہ نے اُس کی شورش دفع کی۔ یہویاقیم اس کے قبل تین برس تک بخت نصر کا فرمان بردار رہ چکا تھا، اور بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جنگ عرب مین جب طوالت ہوئی اور بخت نصر کو کسی حملہ مین شکست ہوئی اور اس شکست کی خبر

---

[۱] ابن خلدون۔ ج ۲ ص ۶۰ اور ۲۳۷ و ۲۳۹ و ۲۴۳۔ و صفۃ جزیرۃ العرب للہمدانی مطبوعہ یورپ ۱۸۸۴ء ص ۱۲۰ پیغمبر مذکور کا بخت نصر کا طرفدار ہونا اور بخت نصر کا اُس کے قصاص مین عرب پر فوجکشی کرنا اس لیے قابل تسلیم ہے کہ علامہ مسعودی نے خود بخت نصر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "انا انتصر للنبی المظلوم" مروج الذہب للمسعودی ج ۱ ص ۲۲۶

شام و عراق پہونچی تو ایک عام بغاوت برپا ہوگئی مگر بخت نصر اہل عرب کی جنگ مین اس قدر منہمک تھا کہ وہ خود اس کے دفعیہ کے لیے نہ آسکا۔

یہ مسئلہ کہ اہل عرب اُن دنون کس حالت مین تھے؟ علامہ مسعودی کے اس بیان سے ایک حد تک اس کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

وکانت (ای بنو حضور) امۃ عظیمۃ ذات بطش و شدۃ فغلبت علی کثیر من الارض والممالک (مروج الذہب ۲۲۶[1])	عرب کی قوم بنی حضور اڑی بہادر و شجاع وعظیم الشان قوم تھی۔ بہت سے ممالک اُس کے قبضہ مین تھے۔ (مروج الذہب ۲۲۶)

اِس کے بعد لکھا ہے کہ خدا نے پیغمبر بنی اسرائیل حضرت برخیا کو وحی بھیجی کہ بخت نصر کو بدلہ لینے کے لیے آمادہ کرین، چنانچہ بخت نصر نے اس کا جواب جو کچھ دیا اُس کے خاص الفاظ یہ ہین

قال له (ای لبرخیا) الملک صدقت ...... ویقال لی ما امرتنی به وانا انتصر للنبی المقتول المظلوم[1]	بادشاہ نے برخیا سے کہا کہ آپ سچ کہتے ہین۔ مجھے بھی منجانب اللہ یہی حکم ہوتا ہے۔ مین مظلوم اور شہید پیغمبر کا بدلہ لون گا۔

اس کے بعد جنگ کے واقعات لکھے ہین جن کے بیان کرنے کی ہمکو ضرورت نہین۔ دِقّت نظر سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ شرفائے عرب ہمیشہ عراق مین جا کر آباد ہوا کرتے تھے اور وہان کی عربی نسلون کو یعنی مولّدین عراق کو خاص عرب مین لاکر بساتے تھے تا کہ عرب کے قومی جذبات اور خواص کو عراق کی آب و ہوا سرو نہ کردے۔ علامہ ہمدانی تبابعۂ یمن کے اس قول کو شہادت مین پیش کرتے ہین جس کو اُسی زمانے کے کسی شاعر نے نظم کیا تھا

فسکنت العراق خیار قومی	وسکنت النبیط ثری قتاب[2]
مین نے عراق مین اپنی قوم کے شرفا کو بسایا	اور قتاب کے گاؤن مین نبطیون کو آباد کیا

[1] مروج الذہب للمسعودی ج ۱ ص ۲۲۶۔
[2] وصف جزیرۃ العرب للہمدانی صفحہ ۱۰۴

تھا۔ اور نبطی مولدین عرب کو کہتے ہین۔

سامی زبانون مین سامری اور یہودی زبانین سب سے قدیم سمجھی جاتی ہین اور کہا جاتا ہے کہ بقیہ زبانین انھین کے تغیرات سے پیدا ہوئین۔ ممکن ہے یہ دعوی کسی حد تک بعض خاص زبانون کے لیے صحیح کہا جا سکے، لیکن عربی کے لیے تو قطعاً غلط ہے۔ سامری اور یہودی ہمیشہ عرب سے مغلوب اور عربی تمدن کے حلقہ بگوش رہے۔ جو ہمایہ اقوام نے یہودیون اور سامریون کے خلاف جب فوجکشی کی نوبت تک اہل عرب سے مدد نہ ملی مُہم سر نہ ہوئی۔ ایک اسی قسم کے واقعہ کا اشارہ اسفار المکابیین کے مؤلف نے بھی کیا ہے وہ لکھتا ہے :-

" یہودا نے فوج کی حالت دریافت کرنے کے لیے کچھ لوگ بھیجے، ان جاسوسون نے اُسے آکر خبر دی کہ ہمارے قرب وجوار کی ساری قومین اُن لوگون سے (یعنی حملہ آورون سے) مل گئی ہین، اُن کی فوج بہت بڑی ہے، اُنھون نے پشت پناہ بنانے کے لیے اہل عرب کو اس مہم کا ٹھیکہ دیا ہے[1]"

پیغمبران بنی اسرائیل بڑی حسرت وآرزو سے کہا کرتے تھے کہ من یقودنی الی المدینة المحصنة[2] (کون ہے جو مجھ کو قلعہ بند شہر تک پہونچاوے) مدینہ محصنہ یعنی قلعہ بند شہر سے اہل عرب کا قدیم دار السلطنت سالع مقصود تھا جس سے بڑھ کر اُس زمانے مین کوئی دوسرا شہر قلعہ بند و مستحکم نہ تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسے ضعیف و کمزور عنصرون کا عرب پر کیا اثر پڑ سکتا تھا۔

---

[1] میرے پاس ان کتابون کا عربی نسخہ ہے اُردو نہین ہے۔ اس کے خاص الفاظ یہ ہین وقد استاجروا العرب یظاھرونھم"، سفر اول از اسفار مکابیین اصحاح ۵ - نمبر ۲۵ -

[2] مزمور ۱۰۸ -

عرب کی سلطنت، خود سامریون اور یہودیون کے ملک مین تھی اور اپنے تمدن وثروت کا انکو اس قدر غرور تھا کہ یہودیون کو نماطر مین بھی نہین لاتے تھے۔ خاص یہودیون کا کوہستانی خطۂ سعیر اُن کے قبضہ مین تھا، دیار ادوم پر اُن کی حکومت تھی اور نبراو کے مناروں پر اُن کا پھریرا لہرا رہا تھا۔ یہودیون کو اس زمانہ مین تمام سامی اقوام کی سرخیل ہونے کا دعویٰ تھا، ایسی حالت مین خاص اُن کے ملک مین اہل عرب کی آزاد و مستقل حکومت اور اُن کے تکبر و غرور و عظمت و جبروت سے ناگواری و منافرت پیدا ہونا ایک قدرتی بات تھی، انبیاے بنی اسرائیل نے اُن کی آزاد مزاجی سے عاجز آکر اُن کو سخت بد دعائین دین اور اُن کی آبادیون کے برباد ہوجانے کی پیشینگوئی کی[۱]۔

ہم کو کسی فریق کے حسن و قبح سے بحث نہین ہمارا مقصد صرف اس قدر تھا کہ اخلاقی و تمدنی حیثیت سے یہودی و سامری تومین اہل عرب کے زیر اثر تھین۔ عرب پر اُن کا اثر نہ تھا، یہی وجہ ہے کہ سامری و یہودی زبانون مین بہ نسبت دوسری سامی زبانون کے بہت زیادہ عربی الفاظ ملتے ہین، مثلاً الفاظ ذیل ملاحظہ ہون۔

عربی	سامری	یہودی	اُردو (ترجمہ)
اب	اب	اب	باپ
اُم	اِم	ام	مان
اخ	اح	اخ	بھائی
بنات	بُنوت	بِنوت	بیٹیان
نفس	نَفش	نِفش	سانس یا جان

[۱] ایسیاص ۹۴ وحزقیال ص ۲۵-۱۲-۱۳ وحزقیال ص ۳۵۔

عربی	سامری	یہودی	اردو (ترجمہ)
یتیم	یتوم	یتوم	جس کا باپ مرگیا ہو
جارہ	جر	جر	پڑوسی
اسم	شِم	شم	نام
قریب	قروب	فاردب	نزدیک
تلمیذ	تلمید	تلمید	شاگرد
حج	حج	حج	حج
مقام	مَقوم	مقوم	قیام گاہ
کلب	کلب	کِلب	کتا
حیّ	حی	حی	زندہ۔ قبیلہ
برکہ	بَرکہ	بَرخہ	حوض
ملک۔ ملاک	مالاک	مالاک	فرشتہ
صدیق	صدیق	صدیق	دوست
یمین	یمین	یمین	داہنا ہات
شمال	شمال	شمال	بایاں ہات
موروثہ	موراشہ	مورشہ	موروثی
سبط	شبط	شبط	بیٹے کا بیٹا
متن	متن	متن	پشتہ زمین سخت
مجن	مجن	مجن	سپر۔ ڈھال

عربی	سامری	یہودی	اردو (ترجمہ)
حِلم	حِلوم	حلوم	آہستگی و تحمل
رُمح	رُمح	رُمح	نیزہ
دم	دم	دم	خون
نذر	نزر	نزر	نیاز۔مِنّت
نحاس	نخشت	نِخشت	تانبا
قِدَم	قِدِم	قدَم	کہنگی۔قدامت
طل	طل	طل	شبنم
نہر	نہر	نہر	نہر
سِن	شِن	شن	عمر۔سن
عین	عین	عین	آنکھ
ید	ید	ید	ہات
قبر	قِبَر	قِبَر	قَبر
عاقر	عاقر	عاقر	وہ عورت یا مرد جسکے لڑکا نہ ہوتا ہو
سماوات (جمع سماء)	شمیم	شمایم	آسمان
ارض	اَرص	ارش	زمین
شمس	شمش	شمش	سورج
یوم	یوم	یوم	دن
لیل	لیل	لیل	رات

عربی	سامری	یہودی	اُردو (ترجمہ)
راس	راش	راش	سر
آلہ	آلہ	آلہ	معبود۔ خدا
ریح	ریح	ریح	ہوا
بقر	بقر	بقر	گائے
بتول	بتول	بتول	کنواری
عبد	عباد	عباد	بندہ۔ غلام
اَمہ	امہ	امہ	لونڈی
عظم	عصم	عصم	ہڈی
سلام	شلوم	شلوم	سلام
روح	روح	رّوح	جان
ذہب	زہب	زہب	سونا۔ زر
یم	یم	یم	دریا
مطر	مِطر	مَطر	مینہ
رجل	رجل	رجل	مرد
عجل	عجل	عجل	گوسالہ
ملحمہ	ملحمہ	ملحمہ	فتنہ۔شورش
مُیّت۔مَیت	میت	میت	مُردہ
قشش	قشش	قشش	لاغری کے بعد فربہ ہونا

عربی	سامری	یہودی	اُردو (ترجمہ)
نور	نور	نور	روشنی
کبش	کبش	کیش	بھیڑ
کوکب	کوکب	کوکب	ستارہ
سمن	شمن	شمن	روغن
افعال کی مثالین ملاحظہ ہون			
کَتَبَ	کتبْ	کتب	لکھا
فعلَ	فعلْ	فعلْ	کیا
رجمَ	رجمْ	رجم	سنگسار کیا
احبّ	ائب	اباب	پسند کیا
قم	قم	قوم	اُٹھ
سألَ	شأل	شأل	سوال کیا
اکلَ	آکل	آخل	کھایا
حروف کی مثالین			
لا	لا	لا	حروف نفی
ام	ام	ام	حروف تردید
الی	اَل	اِل	غایت
علی	عل	عل	حرف جار
من	من	من	حرف جار

اُردو (ترجمہ)	یہودی	سامری	عربی
			ضمائر کی مثالین
ضمیر واحد متکلم	آنی	آنی	انا
ضمیر واحد مخاطب	اتا	اتّا	انت
ضمیر واحد غائب	ہوا	ہوا	ہُوَ
ضمیر جمع مخاطب	اِتم	اِتم	انتم
جمع متکلم	انخنوا	انخنوا	نحن
جمع غائب	ہم	ہمّ	ہم
			جملون کی مثال

سامری	براشیت برا الویم ات، اشامیم واست ہارص
یہودی	براشیت برا الوہیم ات مشامیم وات ہارث
عربی	فی البدء بَرَءَ (خلق) اللہ السموات والارض
اردو (ترجمہ)	ابتداء اُسّ پیدا کیا خدا نے آسمانون اور زمین کو

اس قسم کی صدہا ہزارہا مثالین ہین جو اس دعوی کی واضح دلیل ہین کہ عربی کی قدامت ورفعت وشان نے تمام سامی زبانون کو دبا رکھا تھا یورپ کے عجائب خانون میں حضرت سلیمان کے عہد کے سکّے موجود ہین جن پر سامری حروف مین مثقال اسرائیل لکھے ہوئے ہین حضرت سلیمان کا زمانہ یہودیون کے تمدن کے شباب کا زمانہ تھا، لیکن دیکھو اس وقت کی زبان بھی کس قدر عربی اندر مین ڈوبی ہوئی ہے اور عربی الفاظ کے لیے کس طرح قومی دسترکاری ضرور تون مین جگہ خالی کر رہی ہے +

طسم وجدیس

عرب کی تباہ شدہ اقوام مین طسم وجدیس کو برباد ہوے گو کئی ہزار برس ہوچکے ہین مگر اب سے چھ سات سو برس قبل تک ان کے آثار موجود تھے اور ممکن ہے کچھ نشانات اب بھی باقی ہون - علامہ یاقوت حموی نے کئی قلعون اور عمارتون کے نام لکھے ہین جن کی نسبت اُن کا بیان ہے کہ ان کے بانی طسم وجدیس تھے- (مثلاً مشقر[1] - معنق - شموس[2])

جب یہ سلطنت برباد ہوئی تو اُس کی عمارتین بھی رفتہ رفتہ غیر آباد ہوتی گئین اور آخر ایک زمانہ مین بالکل ہی ناپید ہوگئین - مدت ہاے دراز کے بعد اتفاقاً ان کے کھنڈر ملے اور اس وقت سے معلوم ہوا کہ یہ سرزمین بھی ایک زمانہ مین شائستگی وتمدن کا مرکز تھی - علامۂ یاقوت حموی نے مادۂ حجر کے تحت مین اس انکشاف کے واقعات ایک دلچسپ پیرایہ مین لکھے ہین[3] -

اس سلطنت کے مشہور شہرون مین القریہ نہایت ممتاز تھا جس مین اسلامی تمدن کے عہد تک بہت سی یادگارین موجود تھین - ایک خاص قسم کے مکان ہوا کرتے تھے جنھین بتیل کہتے تھے (اس کی جمع بتل ہے) یہ عیسائیون کے گرجون کی طرح مٹی

---

[1] یاقوت - ج ۴ - ص ۵۴۱ -

[2] یاقوت - ج ۴ - ص ۵۷۹ -

[3] یاقوت - حرف حاے غیر منقوطہ -

کے بنے ہوئے مربع مکانات ہوا کرتے تھے جو اوپر سے مستطیل ہوتے تھے مسلمانوں نے اپنے زمانہ مین جب اس شہر کے آثار دیکھے ہین تو ایک مینار پانسو گز کے طول مین موجود تھا۔ زرقاء یمامہ نے کیا تعجب ہی کہ انھین میناروں مین سے کسی ایک پر چڑھ کر تبع کی فوج دیکھی ہو[۵۱]۔ یمامہ مین ایک شہر جعدہ تھا جس مین ایک بڑی پرانی عمارت تھی پرانی چیزین عربی محاورہ مین عاد سے منسوب کی جاتی تھین اور اسی بنا پر یہ عمارت بھی عادی مشہور تھی۔ اصل مین یہ ایک بڑا مضبوط قلعہ تھا جسے طسم و جدیس نے بنایا تھا[۵۲]۔ شہر الحجر مین بھی اس قوم کی یادگارین ہین[۵۳]۔ یمن کے قدیم عربی روزمرہ مین الحجر و القریہ دونوں کے ایک معنی ہین[۵۴]۔ اس لیے کیا عجب ہے کہ یہ دو نام ایک ہی شہر کے رہے ہون۔

---

۵۱ صفۃ جزیرۃ العرب ص ۱۴۰ (طبع لیڈن ۱۸۸۴ء) زرقا کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ قوم جدیس کی ایک مشہور دوربین عورت تھی جو تین دن تک کی مسافت کی چیزین دیکھ لیتی تھی۔ یہ عورت یمامہ کی رہنے والی تھی جو قوم جدیس کا خاص مرکز تھا۔ تبع یمن نے جب اس قوم پر فوجکشی کی تو ایک ایسا حیلہ کیا کہ زرقا جو ہر وقت دیدبانی پر متعین تھی وہ بھی لشکر کو نہ دیکھ سکی اور یہی اس قوم کی بربادی کا سبب ہوا بظاہر یہ واقعہ بالکل خلاف قیاس معلوم ہوتا تھا لیکن جب قوم نے پانچ پانچ سو گز کے اونچے مینار بنا رکھے ہون زرقا جیسی تیز بصارت عورت جو فوج غنیم کی نقل و حرکت سے واقف ہونے کیلیے غالباً ہر وقت مینار ہی پر رہا کرتی ہوگی اگر اُس کے اوپر سے دو تین دن کی مسافت کا منظر دیکھ سکتی ہو تو اس مین حیرت کی کیا بات ہے۔

۵۲ صفۃ جزیرۃ العرب ص ۱۶۰۔

۵۳ یاقوت۔ ج ۲۔ ص ۲۰۸۔

۵۴ یاقوت۔ ج ۴۔ ص ۹۵۲۔

رقیم کی عربی سلطنت

اِس سلطنت کا دوسرا نام بطرا ہے۔ اور معجم البلدان (طبع یورپ ج ۲ ص ۱۱۷) مین وادی موسیٰ کے جس قلعہ کا نام بطرا لکھا ہے وہ یہی بطرا ہے جس کو ہم رقیم کہتے ہین اور جس سے عہد قدیم کا ایک بڑا عبرت خیز واقعہ منسوب کیا جاتا ہے۔ یونانی مین اس کو عربیۂ حجریہ کہتے ہین۔

اِس سلطنت کی ابتدائی تاریخ چوتھی صدی قبل مسیح سے شروع ہوتی ہے۔ اور دوسری صدی عیسوی کے آغاز تک (جب کہ ۱۰۶ء مین رومیون (رومن) نے اس پر قبضہ کر لیا) بڑی شان و شوکت کے ساتھ اس سلطنت کی شائستگی کا سکہ جاری تھا۔ عربی مورخین اس سلطنت کے تذکرے سے بالکل خاموش ہین اور اگر اسٹرابون وغیرہ نہ لکھے ہوتے کہ یہان بھی اہل عرب کی سلطنت تھی تو شاید ایک مدت تک علماے آثار کو اس کی تحقیقات کا خیال بھی نہ ہوا ہوتا۔ بعض محققین کا رجحان آجکل اس جانب ہے کہ یہ نبطیون کی سلطنت تھی۔ لیکن پہلے یہ فیصلہ کرنے کی بات ہے کہ قوم "نبط" سے مراد کیا ہے؟

علامہ طبری لکھتے ہین:-

النبط بنو نبیط بن ماش بن ارم بن سام بن نوح[1]	قوم "نبط" نبیط بن ماش بن ارم بن سام بن نوح کی اولاد ہین[1]

[1] طبری - ج ۱ - ص ۱۰۵ (طبع مصر)

یہ بیان اگر صحیح ہے تو قوم نبط کی سلطنت خالص عربی سلطنت نہیں ہوسکتی اس لیے کہ اہل عرب ارفخشد بن سام بن نوح کی اولاد ہیں جو ارم بن سام بن نوح کے حقیقی بھائی تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ نبط بھی عرب ہی کی ایک شاخ ہے۔ علامہ یاقوت حموی لکھتے ہیں :-

اما النبط فکل من لم یکن راعیًا او جندیًا عند العرب من ساکنی الارضین فہو نبطی	اہل عرب کے نزدیک نبطی وہ زمین کا باشندہ ہے جو گلہ بان یا سپاہی نہ ہو (معجم البلدان ج ۶ ص ۱۳۸ مادہ عربہ)

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبطی عرب کے طبقہ مولدین میں سے تھے جو عرب کے مرغوب پیشہ گلہ بانی یا قومی خدمت سے علیحدہ رہنے کی وجہ سے نبطی کہے جاتے تھے اس علیحدگی کا سبب یہ تھا کہ عرب سے باہر ان کا شاداب تمدن اس امر کی اجازت نہ دیتا تھا کہ اپنے سرسبز ملک میں بھی اسی بلا میں مبتلا رہیں جس کی وجہ سے وطن چھوڑ کر پردیس آئے تھے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے جن میں ایک کا نام نبط یا نبایوط تھا (توراۃ میں یہی آخر الذکر نام مذکور ہے) اور جن کا تذکرہ علامہ طبری نے "نابت" کے نام سے کیا ہے اور لکھا ہے کہ ومن نابت وقیدر نشر اللہ العرب[1] (خدا نے نابت اور ان کے بھائی قیدار کی اولاد سے عرب کا سلسلہ وسیع کیا) لہذا جب تمام مورخین یونان اس سلطنت کو عربی کہتے ہیں تو ممکن ہے کہ ہم اس کو نبط اسماعیل علیہ السلام کے خاندان کی سلطنت کہیں۔ توراۃ میں جہاں کہیں قوم نبط یا اولاد بنایوط کا

---

[1] طبری۔ جلد ۱ صفحہ ۱۶۱۔

تذکرہ ہے وہان عموماً عرب مراد ہین۔

موجودہ تحقیقات کا فیصلہ یہ ہے کہ یہ سلطنت عمان و بلقاء کے حدود مین واقع تھی۔ رقیم کا مشہور شہر جس کو یونانی ارکہ کہتے ہین اسی سلطنت مین واقع تھا۔ علامہ مقدسی نے جن دنون مین اس کی زیارت کی ہے اُس وقت ایک گانون سے زیادہ اس کی حیثیت نہ تھی وہ لکھتے ہین۔

الرقیم قریۃ علی فرسخ من عمان علی تخوم البادیۃ فیہا مغارۃ لہا بابان صغیرۃ وکبیرۃ یزعمون ان من دخل الکبیر لم یمکنہ الدخول من الصغیر وفی المغارۃ ثلاثۃ قبور یتسلسل لنا من خبرہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بینما نفر ثلاثۃ یتماشون اذ اخذہم المطر فمالوا الی غار فی الجبل فانحطت الی فم غارہم صخرۃ من الجبل فاطبقت علیہم الخ[۱]

رقیم صحرا کے کنارہ ایک گانون ہی جو عمان سے ایک فرسنگ کے مسافت پر واقع ہی اس گانون مین ایک غار ہی جسمین دو دروازے ہین ایک دروازہ بڑا ہی اور ایک چھوٹا۔ لوگون کا گمان ہی کہ جو بڑے دروازے سے اندر جاتا ہی پھر وہ چھوٹے دروازے سے اندر نہین جا سکتا۔ غار مین تین قبرین ہین جن کے واقعات کے متعلق ہم کو مسلسل روایت پہونچی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی کہین جا رہی تھی مینھہ برسنے لگا اور وہ ایک پہاڑ کے درہ مین ہوئیے۔ اندر پناہ لی تو پہاڑ پر سے ایک پتھر غار کے دہانہ پر آلگا اور یہ لوگ بند ہو کر رہ گئیے

اس کے بعد اس مشہور قصہ کو لکھا ہے کہ ہر شخص نے اپنی اپنی سابقہ نیکیان گنا کر خدا سے التجا کی اور آخر پتھر خود بخود ہٹ گیا۔

---

[۱] احسن التقاسیم للمقدسی۔ ص ۱۷۵۔

علامۂ اصطخری نے بھی رقیم کو دیکھا تھا۔ وہ لکھتے ہیں۔

الرقيم مدينة بقرب البلقاء وهي صغيرة منحوتة بيوتها وجدرانها في صخر كأنها حجر واحد[1]۔

رقیم بلقاء کے قریب ایک چھوٹا سا شہر ہے جس کے مکانات اور دیوارین پتھر سے تراشی ہوئی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ گویا اک ڈلے پتھر کی ہیں[1]۔

علامۂ یاقوت حموی لکھتے ہیں۔

وبقرب البلقاء من اطراف الشام موضع يقال له الرقيم يزعم بعضهم ان بها اهل الكهف والصحيح انهم ببلاد الروم كما نذكره وهذا الرقيم اراد كثيّر بقوله وكان يزيد بن عبد الملك ينزله وقد ذكرته الشعراء ....

وقال غيرهم ان بالبلقاء بارض العرب من نواحي دمشق موضعا يزعمون انه الكهف والرقيم قرب عمان و ذكروا ان عمان هي مدينة دقيانوس[2]

بلقاء کے قریب شام کے اطراف میں ایک موضع ہے جس کو رقیم کہتے ہیں۔ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ اصحاب کہف اسی میں ہیں۔ حالانکہ صحیح یہ ہے کہ وہ بلاد روم میں ہیں جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کرینگے۔ کثیّر شاعر کے قصیدے میں یہی بلقاء کا رقیم مراد ہے۔ یزید بن عبد الملک اسی میں آتر اکرتا تھا شعراء نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے ....

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بلقاء ہی میں جو ارض عرب میں واقع ہے نواح دمشق میں ایک گانون ہے جس کی نسبت ان کا گمان ہے کہ وہی کہف ہے اور رقیم عمان کے قریب ہے ان لوگوں کا یہ بھی گمان ہے کہ دقیانوس کا شہر یہی عمان ہے

[1] معجم البلدان (طبع مصر) ج ۴ ص ۲۷۴ - وطبع یورپ ج ۲ ص ۸۰۵ -

[2] معجم البلدان - ج ۴ ص ۲۷۵ - کہا جاتا ہے کہ دقیانوس اس بادشاہ کا نام تھا جس کے عہد میں اصحاب کہف نے شہر رقیم کے غار میں پناہ لی تھی۔

علامۂ موصوف کی راے مین گو یہ رقیم اصحاب کہف والا رقیم نہیں ہے مگر افسوس ہے کہ اس انکار کی انھون نے دلیل نہین دی۔ روم والے کہف ورقیم کی جو کہانی نقل کی ہے وہ اسقدر خرافات مین آلودہ ہے کہ آج تک علماے آثار کو اس کی تحقیقات مین کامیابی نہ ہوسکی۔ بطرا کی طرح رومن امپائر کی تاریخ کچھ مجہول نہین ہے کہ یورپین مورخ اتنے بڑے واقعہ سے خاموش رہتے۔ علامۂ ابن جریر طبری نے رقیم کے متعلق گو کئی قول نقل کیے ہین اور خود اُن کی راے یہ ہے کہ رقیم سے لوح مرقوم مراد ہے مگر جب حضرت ابن عباس جیسے بزرگ صحابی کا یہ قول موجود ہے کہ الرقیم وادٍ بین عسفان وایلۃ دون فلسطین وھو قریب من ایلۃ۔ [۱] رقیم ایک وادی کا نام ہے جو شہر عسفان وایلہ کے درمیان فلسطین کے اُدھر واقع ہے۔ یہ وادی ایلہ کے قریب ہے) تو کیا سبب ہے کہ ہم اس کو ملک روم کا ایک مقام مانین اور عرب کا نہ مانین۔ (عسفان۔ ایلہ۔ بلقا۔ عمان۔ یہ سب ارض فلسطین کے حدود مین واقع ہین۔ معجم البلدان۔ جلد ۶ صفحہ ۳۹۶- اسلیے تسلیم کرلینا چاہیے کہ رقیم کا موقع ومحل بھی یہین کہین ہوگا) قرآن مین اُمم سابقہ کے واقعات اہل عرب کی عبرت کے لیے مذکور ہین اور اسی لیے زیادہ تر عرب قدیم یا بنی اسرائیل کے حالات ہین جن کا عرب سے قدیمی تعلق تھا۔ ہندوستان وایران وروم سے نہ عرب کو علاقہ تھا اور نہ ان اقوام سے اُن کو دلچسپی تھی۔ ایسی حالت مین یہ بالکل بے محل بات تھی کہ قرآن رومن امپائر کے ایک ایسے واقعہ کو عرب کے روبرو پیش کرتا جس سے وہ ذرا بھی آشنا نہ تھے۔

---

[۱] تفسیر ابن جریر۔ جلد ۱۰۔ ص ۱۲۲۔

قرآن مین بھی اس کا تذکرہ موجود ہے۔ سورۂ کہف مین ہے :-

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ
الرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝
إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ
فَقَالُوْا رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ
رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ۝
فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ
سِنِيْنَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ
أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْا أَمَدًا ۝
نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ
إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ
هُدًى ۝ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ إِذْ قَامُوْا
فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَنْ
نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ إِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ إِذًا شَطَطًا
هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ
اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَأْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍ
بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ
افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝

کیا تیرا گمان ہے کہ اصحاب کہف و رقیم
ہماری نشانیون سے زیادہ تعجب انگیز تھی؟
جب ان جوانون نے غار مین پناہ لی تو کہا
اے پروردگار ہم پر رحم کر اور ہمارے کام
کو درست کر دے۔
ہم نے اُن کو غار مین کتنے برس سُلا رکھا۔
پھر ہم نے اُٹھایا اُنھین تاکہ ظاہر کرین کہ
دونون جماعتون مین سے مدت قیام کا خوب
گننے والا کون ہے۔ ہم تمھین اُن کا واقعی
قصہ سناتے ہین اصل مین یہ لوگ خدا پر ایمان لائے
تھے اور ہم نے انھین زیادہ ہدایت کی تھی ہم نے
ان کے دلون مین ربط دے رکھا تھا۔ وہ جب کھڑے
ہوئے تو کہا کہ ہمارا پروردگار آسمان و زمین کا پروردگار ہے
ہم اُس کے علاوہ کسی اور کو ہرگز معبود کہکر نہ پکارینگے
ایسا ہم کہتے ہوتے تو فضول بات ہوتی۔ ہماری اس قوم
نے خدا کے سوا اور معبود تو بنا رکھے ہین کوئی واضح
دلیل اس پر کیون نہین لاتے؟ اُس سے ظالم
اور کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ باندھتا ہے

وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ
اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ
رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ
مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۰ وَتَرَى الشَّمْسَ
اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ
ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ
ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ
ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۰ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ
فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ
تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۰ وَتَحْسَبُهُمْ
اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ وَّنُقَلِّبُهُمْ
ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ
وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ
بِالْوَصِيْدِ ۰ لَوِ اطَّلَعْتَ
عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا
وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۰
وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا
بَيْنَهُمْ ۰ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؟
قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۰

اُن سے اور اُن کے ماسوائے خدا معبودون
سے جب تم کنارہ ہو لیے تو غار مین آجاؤ کہ
پروردگار تمھارا کیلیے اپنی رحمت وسیع کرے اور
آسایش کی صورت بہم پہونچاے - تم دیکھوگے
کہ آفتاب جب طلوع ہوتا ہی تو اُن کے غار سے داہنے
طرف جھک جاتا ہی اور جب ڈوبتا ہے تو بائین
جانب کترا جاتا ہی اور وہ کشادہ میدان بیچ مین
ہین - یہ بات خدا کی نشانیون سے ہے - خدا جسکی
ہدایت کرے - اُسی کی ہدایت ہونی ہے
اور جس کو گمراہ کردے تو اُس کے لیے کوئی راہ بتانے
والا دوست تمھین ہرگز نہ ملیگا - تم تو گمان کروگے
کہ وہ جاگتے ہین حالانکہ وہ سو رہے ہین ہم داہنے
بائین ان کی کروٹین بدلا دیتے ہین - اُن کا کتا
اپنے دونون آگے والے پانون غار کے دہانہ
مین پھیلائے ہوئے ہے - اگر تو اُنھین جھانک
کر دیکھے تو بھاگ جائے اور مرعوب ہو جائے
ہم نے اسی طرح سے اُن کو اُٹھایا کہ باہم ایک دوسرے
سے پوچھین ایک نے کہا تم کتنا رہے ؟
انھون نے جواب دیا کہ ایک دن یا دن کا

قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوْا
اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ
فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَا اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ
بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ
بِكُمْ اَحَدًا ۝ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا
عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ
فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْا اِذًا اَبَدًا ۝
وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْا اَنَّ
وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ
فِيْهَا ، اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ
فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ، رَبُّهُمْ
اَعْلَمُ بِهِمْ ، قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰى
اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ۔۔۔۔
(الی ان قال) ۔۔۔۔ وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ
ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا
قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ، لَهٗ غَيْبُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَبْصِرْ وَاَسْمِعْ مَا لَهُمْ
مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖ
اَحَدًا

کچھ حصہ۔ انھون نے کہا پروردگار تمھارا خوب
جانتا ہے جتنا تم رہے ایک آدمی کو روپیہ لیکر شہر کو بھیجا
کہ دیکھو کون پاکیزہ کھانا ہے جس مین سے تمھارے پاس
رزق لائے۔ اُس کو نرمی کے ساتھ باتین کرنی چاہیئین
اور کسی کو تمھارے حال کی اطلاع نہ دینی چاہیئے
اگر وہ تم پر غالب آئے تو تم کو سنگسار کر ڈالینگے
یا پھر اپنے مذہب مین واپس لائینگے اور تم اُس وقت
ہرگز کبھی نہ چھوٹوگے۔ وہ وقت یاد کرو جب اہل شہر
آپس مین اپنے کام کے لیے جھگڑ رہے تھے۔ انھون نے
کہا کہ اصحاب کہف کے اوپر ایک عمارت بنا دو، پروردگار
ان کا خوب جانتا ہے اُن کو، اپنے کام پر جو
لوگ غالب آئے تھے اُنھون نے کہا کہ ہم اُن کے
اوپر ایک مسجد بنا دینگے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔
(پھر سلسلۂ کلام مین ارشاد ہوتا ہے) ۔۔۔۔ اصحاب کہف
اپنے غار مین تین سو برس رہے اور نو برس بڑھ گئے
کہدو کہ خدا خوب جانتا ہے اُن کے قیام کی مدت
کو، آسمان و زمین کا علم اُسی کے لیے ہے کیا خوب دیکھنے
والا ہے ساتھ اس کے اور کیا خوب سننے والا ہے ان لوگون کے
لیے خدا کے علاوہ اور کوئی دوست نہین اور خدا کسی دوسرے کو اپنے حکم

ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ رقیم کے لوگ کافر تھے کچھ لوگ ایمان لائے تو انھین ستانا شروع کیا۔ اِن غریبون نے بھاگ کر ایک دَرے مین پناہ لی۔ ساتھ مین ایک کتا بھی تھا۔ کھوہ کے اندر گئے اور سو رہے۔ جاگے تو بھوک لگی اور ایک شخص سے کہا کہ شہر سے جا کر کچھ کھانے کو لاؤ لیکن ایسا نہ ہو کہ کوئی پہچان لے۔ اتفاق سے شہر والے جان گئے۔ اُن مین بھی دو فریق تھے۔ فریق غالب کی رائے ہوئی کہ اِس غار کے اوپر مسجد بنا دی جائے۔ وہ جوان پناہ گزین کا ملجا تھا اُس کا موقع و محل اِس طرح کا تھا کہ آفتاب سامنے نہین پڑتا تھا اس لیے دن بھر دھوپ سے محفوظ رہتے تھے صرف شام کو ڈوبتے وقت کی ہلکی دھوپ آتی تھی۔ یہ مطلب اس لیے زیادہ چسپان ہے کہ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ مین قرض کے معنی مقابل مین آنے کے ہین (القرض والحذو بمعنی واحد) یعنی قرض اور سامنے آنا دونون کا ایک ہی مفہوم ہے علیٰ ہذا القیاس لفظ فجوہ جو آیت وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ مین واقع ہے اُس کا ترجمہ جگہ کا داخلی حصہ کیا ہے جس سے مراد کھوہ یا درہ ہے سبب یہ ہے کہ حضرت سعید بن جبیر و مجاہد رضی اللہ عنہما نے اِسی فجوہ کے معنی المکان الداخل روایت کئے ہین[۱]۔ کروٹ بدلنے کا مطلب بھی صاف ہے جب ہر ایک کام مین خدا کا ہاتھ ہے تو اس خفیف تبدیل ہیأت مین استثنا کیون کر ہوتا۔ لوگون کا گمان تھا کہ اصحاب کہف تین سو برس یا تین سو نو برس غار مین رہے قرآن نے اس کو غلط ثابت کر کے اصول یہ بتایا کہ خدائے عالم الغیب کے سوا اور کوئی صحیح مدت سے واقف نہین ہے۔ قتادہ و ابن مسعود وغیرہ کی روایتون کا یہی مفہوم ہے کہ مدت کی تعیین لوگون نے کر رکھی تھی مگر خدا نے فرمایا کہ سب غلط ہے اصل واقع کا علم کسی کو نہین[۲]۔ مفسرین نے اس قصہ مین بڑا طومار پھیلا رکھا ہے مگر ظاہر ہے کہ قرآن ان کی خیالی آفرینیون کا کیون کر ذمہ دار ہو سکتا ہے۔

اِس سلطنت کے آثار مین متعدد سکّے ملے ہین جو یورپ کے عجائب خانون مین محفوظ

ہین۔ ٹوٹی پھوٹی عمارتون کے نشانات بھی قائم ہین جن مین ایک پتھر سے تراشی ہوئی غار کے طرز کی عمارت بھی ہے جس پر خط نبطی کے کئی کتبے ہین *

تدمر کی سلطنت

دارالسلطنت تدمر دمشق سے شمال و مشرق کے رُخ ڈیڑھ سو میل کی مسافت پر واقع تھا پہلی صدی عیسوی کے آغاز مین رومن امپائر کے سپہ سالار انطونی نے اس کو فتح کرنا چاہا مگر ناکام رہا۔ طرفین سے جدوجہد جاری رہی اور آخر سنہ۱۳۰ء مین ایڈرین نے اس کو زیر اثر بنا لیا۔ سنہ۲۵۸ء مین ولیرین قیصر روم جب شہنشاہ شاپور بادشاہ ایران کے مقابلہ کو جا رہا تھا تو راستہ تدمر سے تھا۔ اذینہ کو جو اُن دنون تدمر کا بادشاہ تھا شہنشاہ نے خلعت اور تحائف عنایت کیے لیکن اذینہ نے پروا بھی نہ کی۔ اتفاق سے جنگ کا نتیجہ رومیون کے خلاف نکلا اور شاپور نے عین معرکۂ جنگ مین قیصر ولیرین کو گرفتار کر لیا۔ اذینہ کی خواہش تھی کہ شاپور اُس سے امداد کی درخواست کرے تو ارض شام کو رومیون سے چھین لے شاپور کو اطلاع ملی تو اُس کو یہ کارروائی کچھ مشتبہ سی نظر آئی۔ اذینہ اس بدگمانی پر نہایت ناراض ہوا اور اپنی رومیون سے ملکر اس زور و شور سے فوجکشی کی کہ ایرانی لشکر کو بھاگتے بن پڑی۔ شاپور نے جتنے شہر فتح کیے تھے سب واپس لیے اور دارالسلطنت مدائن کا دو مرتبہ محاصرہ کر کے ایرانی ناظم کا قافیہ تنگ کر دیا۔ اُس کا لقب ملک الملوک شہنشاہ تھا۔ سنہ۲۶۴ء مین رومیون نے بھی اُس کی گورنری تسلیم کر لی۔ شاہزادی زینوبیا (زینب) اُسی کی بیوی تھی۔ اس شاہزادی کا اصلی نام زبا۔ یا بنت زبا تھا۔ اُس کے

اس کے شاہانہ کروفر۔ بہادری۔ استقلال حسن سیاست اور فوجکشی کی داستانیں وہی تاریخ میں اب تک مشہور ہیں ۔ ۲۶۷ء میں جب اذینہ مرگیا تو اس کا بیٹا وہب اللات حکمران ہوا۔ مگر چونکہ نابالغ تھا اس لیے ماں (زینوبیا) وصی و سرپرست مقرر ہوئی او بیٹے کی طرف سے حکومت کرنے لگی زینوبیا نے اوریلین قیصر روم کے خلاف علانیہ خودمختاری کا علم بلند کیا اور اپنے بیٹے وہب اللات کے لیے اغسطس (آگسٹس) کا لقب تجویز کیا جو قیاصرہ روم کا خاص شاہی لقب تھا۔ معرکۂ جنگ میں اس نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن قیصر کی حکمت عملی نے لے دے کر عربی فوج میں پھوٹ ڈال دی اور آخر ۲۷۲ء میں تدمر فتح ہو گیا۔

اہل عرب کا بیان ہے کہ تدمر کی بانی تدمر نامے ایک شاہزادی تھی، جو حسان بن اذینہ بن سمیدع بن عملیق کی لڑکی تھی[1] اس روایت کا منشا یہ ہے کہ تدمر کی آبادی عمالقہ نے قائم کی اور ظاہر ہے کہ عمالقہ عرب تھے۔ تدمر کے اصلی خاندان عموماً بدوی الاصل تھے اور عمالقہ کے بقایا چلے آتے تھے[2]

زینوبیا کے عہد کی کئی یادگاریں اس وقت تدمر میں موجود ہیں۔ (۱) ہیکل آفتاب یا ہیکل بعل یہ مربع ہیأت کی ایک عمارت ہے جس کا ہر ضلع ۷۴۰ فٹ کا ہے اور ۷۰ فیٹ کی اونچی ایک دیوار اس کو احاطہ کیئے ہوئے ہے۔ (۲) رواق اعظم۔ یہ ایک عجیب و غریب عمارت ہے کہا جاتا ہے کہ ساڑھے سات سو ستونوں پر استادہ تھی جن میں ڈیڑھ سو ستون اب تک قائم ہیں (۳) گورستان مستطیل گنبد کی وضع کے تقریباً ایک سو مدفن

---

[1] معجم البلدان۔ جلد ۲۔ صفحہ ۳۶۹۔

[2] ابن خلدون۔ جلد ۲۔ صفحہ ۲۵۹۔

شہر کے اِدھر اُدھر جابجا واقع ہین۔

اسلامی تمدن کے ابتدائی عہد مین تدمر کی عمارتون کی شان وشوکت ایک بڑی حد تک قائم تھی۔ عمارتین چونکہ نہایت شاندار تھین اس لیے عوام مین مشہور تھا کہ حضرت سلیمان کے جنّون کی یہ تعمیر ہے۔ لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ عوام جب کسی عجیب وغریب عمارت کو دیکھتے ہین اور اُس کے بانی سے واقف نہین ہوتے تو حضرت سلیمان یا جن وپری کو اُس کا بانی فرض کر لیتے ہین[۱]۔ پتھر کی دو مورتین ایسی حسین بنی ہوئی شہر مین نصب تھین کہ متعدد شعراے عرب نے اُن سے تشبیب کی ہے اور ان کی مدح مین قصائد لکھے ہین[۲]۔

یمن کی سلطنت

ارض یمن مختلف اوقات مین متعدد سلطنتون کے لیے مشہور رہا ہے جن مین تو مختلف سلطنتون کے تذکرے یونانی کتابون مین بھی موجود ہین:-

(۱) المعینیون (معین کی سلطنت) Minaei

(۲) السبائیون (قوم سبا کی سلطنت) Sabaei

(۳) الحمیریون (قوم حمیر کی سلطنت) Homeritae

(۴) الجبائیون (باشندگان جبا کی سلطنت) Gebanitae

۱؎ معجم البلدان۔ جلد ۲۔ صفحہ ۳۶۹۔

۲؎ معجم البلدان۔ جلد ۲۔ صفحہ ۳۷۰ و ۳۷۱۔

(۵) القرتون (باشندگان القریہ کی سلطنت) Carraei
(۶) القتابیون (باشندگان قتاب کی سلطنت) Catabani
(۷) العمانیون (باشندگان عمان کی سلطنت) Omanitae
(۸) الظفاریون (باشندگان ظفار کی سلطنت) Sappharitai
(۹) الحضرمتون (اہل حضرموت کی سلطنت) Chatramotitae

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی سلطنتیں مختلف اوقات میں قائم ہوئیں اور کچھ روز نمود دکھا کر فنا ہو گئیں۔ ہماری تاریخ کا دائرہ صرف چند سلطنتوں کے لئے وسیع ہو سکتا ہے۔

سبا کی سلطنت

سیلطنت ۱۱۵ء قبل مسیح تک قائم تھی۔ یورپ کا خیال ہے کہ ۸۰۰ ق م اس کے آغاز کا زمانہ ہے، لیکن جب ہم کو معلوم ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نویں صدی قبل مسیح میں تھے اور ملکہ سبا سے اُن کی ملاقات ہوئی تھی تو اس سلطنت کی ابتدائی تاریخ دور جا پڑتی ہے، اس لیے کہ حضرت سلیمان کے عہد میں اس سلطنت کا شباب تھا عرب کی قومی روایتیں بتاتی ہیں کہ ۴۸ برس اس سلطنت کے ایک پادشاہ نے حکومت کی جس کا مطلب غالباً یہ ہو گا کہ اتنے زمانہ تک اس پادشاہ کے خاندان میں سلطنت رہی لیکن اس سلطنت کی جس قدر سلاطین کے نام اب تک آثار قدیمہ کے ذریعہ سے معلوم ہو چکے ہیں اُن کی بنا پر اس سلطنت کی مدت کم از کم سات سو برس ماننی پڑے گی۔ گلاسر نے اپنی انتہائی کوشش اس کی تحقیقات میں صرف کی تھی اُس کی رائے میں ۱۱۵ء ق م تک یہ سلطنت باقی تھی[1]۔

[1] مروج الذہب للمسعودی۔ جلد ۱ ص ۱۹۳ (طبع مصر سنہ ۱۹۰۱ء)

Glaser, Abh. 30

نقوش اور کتابے اِس سلطنت کی عظمت کے گواہ ہین۔ زبان گو عربی ہے مگر موجودہ عربی سے بڑا فرق ہے۔ سلاطین کے خاص خاص لقب ہین۔ مثلاً

(۱) وتار (جس کے معنی عظیم کے ہین)

(۲) ببین (ممتاز۔ بیّن)

(۳) ذرّح (شریف)

(۴) بومنعم (محسن۔ منعم)

(۵) ینوف (بلند مرتبت)

قرآن نے ضمناً اِس سلطنت کی شان و شوکت کے تذکرے بھی کیے ہین۔ سورہ سبا مین ہے :-

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ۝ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ ۝ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِمَا كَفَرُوا ۖ وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ ۝ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَ

قوم سبا کے لیے اُن کے گھرون مین دو باغ داہنی جانب اور بائین جانب بطور نشانی کے تھے کھاؤ اپنے پروردگار کی روزی سے اور شکر کرو اسکا۔ شہر ہے پاکیزہ اور پروردگار ہے بخشنے والا۔ اُنھون نے موُنھ پھیر لیا تو ہم نے اُن پر سیل عرم (زور کا سیلاب) بھیجا اور بدل دیا ہم نے اُن کے دونو باغون کو دو بدمزہ میوے کے باغون اور جھاؤ اور کچھ تھوڑی سے بیر سے، یہ بدلہ دیا ہمنے اُن کو بسبب اس کے کہ کفر کیا اُنھون نے اور نہین جزا دیتے ہم مگر ناشکر کو۔ ہمنے اُن کے اور اُن بستیون کے درمیان جنھین ہم نے برکت دی تھی اُن کے لیے

قَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۖ سِيرُوا فِيهَا
لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ ۝ فَقَالُوا رَبَّنَا
بَعِّدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ
فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ
مُمَزَّقٍ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ
شَكُورٍ ۝ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ
إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ
مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُؤْمِنُ
بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ وَ
رَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ۝

کھلی بستیان بنائین اور مقرر کر دی تھین ہم نے ان مین منزلین شب و روز اُن مین امن سے سیر کرو۔ پس کہا اُنھون نے کہ اے ہمارے پروردگار ہماری سیاحتون کی مسافت مین دوری ڈال دے، اُنھون نے اپنی جانون پر (خود) ظلم کیا تو ہم نے (بھی) ان کو افسانہ بنا ڈالا اور بالکل ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، اس مین نشانیان ہین صبر و شکر کرنے والے کے لیے۔ البتہ ابلیس نے اپنا گمان اُن پر سچا کیا، پس پیروی اُسکی کی مگر ایک فرقہ نے ایمان والون سے اور نہین تھا اس کے واسطے ان پر کچھ غلبہ مگر اس لیے کہ ظاہر کرین ہم اُس شخص کو کہ ایمان لاتا ہے ساتھ آخرت کے اس شخص سے کہ وہ آخرت سے شک مین ہے اور تیرا پروردگار ہر چیز کا نگہبان ہے۔

سیل عرم جس کا اِس آیت مین تذکرہ ہے اُس کے متعلق کسی قدر توضیح کی حاجت ہے اس لیے کہ جبتک قدیم تاریخ کی جدید اکتشافات سے تطبیق نہ دی جائے اصلی حالت ذہن نشین نہین ہوتی ؎

سیل عرم

عرب مین پانی کی ہمیشہ سے کمی تھی۔ زراعت کے لیے آب پاشی یون کہ ناگزیر ہے

اس لیے مناسب مقامات پر بڑے بڑے بند باندھ رکھے تھے جن میں بارش کا پانی ہمیشہ جمع رہتا تھا۔ اس بند کا اصطلاحی نام سد ہے۔ عرب میں اس قسم کی بہت سی سدین تھین۔ ایک قدیم شاعر کا قول ہے

وبالبقعة الخضراء من ارض یحصب　　ثمانون سدا تقذف الماء سائلا

سرزمین یحصب کے سرسبز خطہ مین　　۸۰ بند ہین جو آب روان کو روکے ہوے ہین

ارض یحصب یمن کے ایک خاص حصہ کا نام ہے جسمین قصر ریدان وغیرہ مشہور عمارتین واقع تھین[1]۔ جس ملک کے ایک ضلع مین ۸۰ بند ہون تو سارے ملک مین کتنے بند ہون گے۔

(عرم ایک خاص بند کا نام تھا جسے سلطنت سبا کے مشہور سلاطین نے تعمیر کرایا تھا) یمن کے قدیم شہر مارب مین دو پہاڑیان واقع ہین جن کو بلق کی پہاڑیان کہتے ہین۔ یہ عظیم الشان تاریخی بند انھین پہاڑیون کے درمیانی حصہ مین تھا۔ بند اور شہر کے مابین تین سو میل مربع کوہستانی زمین تھی[2]۔ پہلے یہ زمین بالکل بنجر تھی مگر اس بند کی وجہ سے باغ وبہار ہوگئی اور تمام رقبہ مین کوئی حصہ غیر مزروع نہین رہ گیا۔ اصل مین یہ ڈیڑھ سو گز کی ایک دیوار تھی جو مشرقی جانب سے مغربی رخ تک آٹھ سو فٹ طول مین اور ڈیڑھ سو فیٹ عرض مین تھی۔ بلندی مین دس سے انیس ۱۹ گز تک اس کا ارتفاع تھا۔ ہزارون برس گزرنے پر بھی اس بند کا ایک ثلث حصہ اب تک بدستور ہے۔ خط مسند مین اس پر متعدد کتابے ہین۔ ایک کتبے کا مضمون یہ ہے کہ "یثمر یہین

---

[1] معجم البلدان۔ جلد ۸ صفحہ ۵۰۰۔

[2] O.M.O. (1897) 127.

بن سمعلی ینوف مکرب سبا نے کوہ بلق مین شگاف کرکے آبپاشی کی سہولت کے لیے یہ دیوار بنائی [1] یہ بادشاہ اسی سلطنت (سبا) کا فرمانروا تھا اُس کا زمانہ ولادت مسیح کے آٹھ سو برس قبل ہے - اس وقت سے اب (سنہ ۱۹۰۹ء) تک اس کی تعمیر کو دو ہزار آٹھ سو نو برس ہو چکے ہین - موسیو گلاسر نے بہت سی کتابون کی عبارتین نقل کی ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف اوقات مین کئی پادشاہون کی کوشش سے اس بند کی تکمیل ہوئی - علامہ ہمدانی نے چوتھی صدی ہجری مین اس بند کی زیارت کی تھی - انھون نے جو چشم دید واقعات لکھے ہین اُن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن نے جنتان عن یمین وشمال کی جو خبر دی ہے وہ واقع مین صحیح ہے اور اُس کے آثار اُس وقت بھی موجود تھے [2] - قدیم عربی روایتون کا مفہوم یہ ہے کہ چوہون نے اس عظیم الشان دیوار مین سوراخ کر دیا جس سے اتنا بڑا سیلاب آیا کہ سارا ملک غرق ہو گیا - اور جو چند قبائل کسی طرح بھاگ سکے وہ دوسرے ملکون مین جا کر آباد ہوے - لیکن قرآن سے اس کی تائید نہین ہوتی صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت سبا کا ظاہری شان وشکوہ تو نہایت رونق پر تھا لیکن قوم خدا پرست نہ تھی جب ارشاد وہدایت کا کوئی نتیجہ نہ نکلا تو خدا نے کسی طرح بند عرم کو جس مین پانی کا خزانہ تھا توڑ دیا اور اس زور کا سیلاب آیا کہ سب کو بہا لے گیا - اس غرقابی کے بعد بھی کچھ لوگ زندہ رہے مگر ملک مین زندہ دلی کے وسائل باقی نہین رہے تھے - مجبور ہو کر قریب کے شاداب ممالک مین جن کی خیر وبرکت (سرسبزی وسیر حاصلی) پر بارکنا فیہا کی شہادت موجود ہے ہجرت کر گئے - آمناین سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نقل مکان مفید ونفع بخش تھا مگر

ح۱ müller Burg II. 13.

ح۲ mueller Burg II. 83.

اہل عرب چونکہ طبعاً سیاحت پسند اور دور دور سفر کے خوگر تھے اس لیے اقتضائے طبیعت نے غربی ممالک میں انھیں رہنے نہ دیا۔ باعث بن اسفار نا کا خیال پیدا ہوا اور سفر دور دراز کو چل کھڑے ہوئے لیکن توفیق نے یاوری نہ کی اور تباہ ہو گئے معلوم ہوتا ہے کہ اس آخری تباہی کے قبل کچھ لوگ ایمان بھی لائے تھے جو ان ہولناک نتائج کے اثر سے محفوظ رہے ہونگے۔

مشہور ملکہ بلقیس اسی سلطنت کی حکمران تھی اور حضرت سلیمان کا قصہ اسی سے متعلق ہے اللہ تعالی نے بھی سورہ نمل میں اس قصہ کا تذکرہ کیا ہے۔ قرآن میں ہے:۔

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَا أَرَى
الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ،
لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ
أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ، فَمَكَثَ
غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ
تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ
يَقِينٍ، إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ
وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ
عَظِيمٌ، وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ
لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ
الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ
فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ أَلَّا يَسْجُدُوا

سلیمان نے پرند کی خبر لی تو کہا کیا سبب ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا یا ہے وہ غائبوں سے، البتہ عذاب کروں گا میں اُس کو عذاب سخت یا ذبح کرونگا یا یہ کہ لے آئے میرے پاس کوئی دلیل واضح، ہدہد تھوڑی دیر ٹھیرا پھر کہا میں نے وہ بات جان لی جو تم نہیں جانتے ہیں لایا ہوں تمھارے پاس سبا کی حقیقی خبر۔ میں نے ایک عورت کو اس قوم کی حکومت کرتے پایا جسے ہر چیز حاصل ہے اور اسکے ایک بڑا تخت بھی ہے میں نے اُس کو اور اس کی قوم کو خدا کے سوا آفتاب کا سجدہ کرتے پایا ہے۔ شیطان نے زینت دی رکھی ہے کہ وہ اپنے کاموں کو اچھا سمجھ رہے ہیں، راہ سے انھیں الگ روک رکھا ہے کہ وہ راہ نہیں پاتے

لِلّٰهِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ
اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِیْمِ ۝ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ
اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝ اِذْهَبْ
بِّكِتٰبِیْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَیْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ
عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا یَرْجِعُوْنَ ۝ قَالَتْ
یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّیْۤ اُلْقِیَ اِلَیَّ كِتٰبٌ
كَرِیْمٌ ۝ اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّهٗ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلَّا
تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ۝ قَالَتْ
یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِیْ فِیْۤ اَمْرِیْ مَا كُنْتُ
قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ۝ قَالُوْا
نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِیْدٍ
وَّالْاَمْرُ اِلَیْكِ فَانْظُرِیْ مَاذَا تَاْمُرِیْنَ
قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً
اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً
وَكَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ ۝ وَاِنِّیْ مُرْسِلَةٌ
اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ یَرْجِعُ

کہ اس خدا کا سجدہ کریں جو آسمان و زمین میں چھپی چیزوں کو نکالتا ہے اور چھپانے ہو اور ظاہر کرتے ہو سب کو جانتا ہے وہ اللہ ہی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں عرش عظیم کا پروردگار وہی ہے سلیمان نے کہا اب دیکھیں گے ہم کہ سچ کہا تو نے یا ہے تو جھوٹوں سے میرے اس خط کو لے جا کر انھیں دیدے اور واپس چلا آ دیکھ تو کیا جواب دیتے ہیں، عورت بولی کہ اے سردارو میرے پاس اک نامہ آیا ہے اور وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور اس کا مطلب یہ ہے "آغاز کلام بخشش کرنے والے مہربان خدا کے نام سے ہے۔ مجھ سے سرکشی نہ کرو اور مسلمان ہو کر میرے پاس چلے آؤ" اے سردارو مجھے اس معاملہ میں جواب دو جب تک تم حاضر نہ ہو میں کسی کام کا فیصلہ نہیں کرتی۔ انھوں نے کہا کہ ہم طاقت والے اور سخت لڑائی کرنے والے ہیں تجھے اختیار ہے غور کر لے، کیا حکم کرتی ہے۔
عورت نے کہا کہ سلاطین جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے خراب کر ڈالتے ہیں اور اس کے عزت والوں کو ذلیل بنا دیتے ہیں اسی طرح یہ بھی کرینگے میں ان کو تحفہ بھیجنے والی ہوں دیکھتی ہوں کہ سفیر

الْمُرْسَلُوْنَ ○ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ
قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰنِ اللّٰهُ
خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ
تَفْرَحُوْنَ ○ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ بِجُنُوْدٍ
لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ
اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ○ قَالَ
يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا
قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ○ قَالَ
عِفْرِيْتٌ[1] مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ
اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ
لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ○ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ
عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ
بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ
فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ
هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ لِيَبْلُوَنِيْ
ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۥ وَمَنْ شَكَرَ
فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ

کیسے پھرتے ہین - سفیر جب سلیمان کے پاس آیا
تو سلیمان نے کہا کہ کیا تم مال سے میری مدد کرتے
ہو، خدا نے مجھے تم سے بہتر دیا ہے، بلکہ تمھین
اپنے تحفہ سے خوش ہوتے ہو، واپس چلا جا اُن کی
طرف، ہم ایسی فوجین لے کر آئینگے کہ وہ اُن کا
مقابلہ ہی نہ کر سکینگے، یہان سے اُنھین ذلیل بنا کر
ہم نکال دینگے اور وہ رسوا ہو کر رہینگے - سلیمان نے
اپنے سرداروں سے خطاب کر کے کہا کہ تم مین کون
ایسا ہے کہ اُن کے مسلمان ہو کر آنے سے پیشتر
اُس عورت کا تخت اُٹھا لائے ایک عفریت[1] نے
جنون مین سے کہا کہ قبل اس کے کہ تم اپنی جگہ سے اُٹھو
مین اسکو تمھارے پاس لائے دیتا ہون اور مین
اس پر زور آور و با امانت ہون - جس شخص کو علم کتاب
حاصل تھا اُس نے کہا کہ تمھاری نظر جھپکنے سے قبل ہی
مین حاضر کیے دیتا ہون سلیمان نے جب تخت کو
اپنے پاس دیکھا تو کہا کہ یہ میرے پروردگار کے فضل سے ہے،
تاکہ مجھے آزمائے کہ مین شکر کرتا ہون یا ناشکری اور جو کوئی
شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی لیے شکر کرتا ہے اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے

[1] عفریت وہ شخص جو کسی بات یا کام کو حد تک پہنچا دے اور نہایت رسا و زیرک و کارگزار ہو - منتہی الا

فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ کَرِیْمٌ ۝ قَالَ
نَکِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْ
اَمْ تَکُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ لَا یَهْتَدُوْنَ
فَلَمَّا جَآءَتْ قِیْلَ اَهٰکَذَا عَرْشُکِ
قَالَتْ کَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِیْنَا الْعِلْمَ
مِنْ قَبْلِهَا وَکُنَّا مُسْلِمِیْنَ ۝ وَصَدَّهَا
مَا کَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ
اِنَّهَا کَانَتْ مِنْ قَوْمٍ کٰفِرِیْنَ ۝
قِیْلَ لَهَا ادْخُلِی الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا
رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّکَشَفَتْ عَنْ
سَاقَیْهَا ۚ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ
قَوَارِیْرَ ۚ قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ
نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

تو میرا پروردگار بے نیاز صاحب کرم ہے کہا کہ اس عورت کے لیے اُس کے تخت کو بدل ڈالو دیکھیں ہم راہ پاتی ہے یا ہوتی ہے اُن لوگوں سے کہ نہیں راہ پاتے۔ عورت جب آئی تو کہا گیا کہ آیا اسی طرح کا تیرا تخت ہے؟ اُس نے کہا گویا کہ یہ وہی ہے اور دیے گئے تھے ہم علم پہلے اس سے اور ہوئے تھے ہم مسلمان۔ سلیمان نے اُس کو غیر خدا کی پرستش سے منع کردیا وہ کافروں کی قوم سے تھی۔ اُس سے کہا گیا کہ محل کے اندر آ۔ اُس نے جو دیکھا تو سمجھی گہرا پانی ہے اور دونوں پنڈلیاں کھول دیں سلیمان نے کہا یہ تو شیشوں سے منڈھا ہوا محل ہے۔ عورت بولی کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں سلیمان کے ساتھ پروردگار عالم کی مطیع ہوئی ؛

ان آیتوں میں کوئی مشتبہ بات نہیں ہے جس کی تاویل کی ضرورت ہو۔ ہاں ایک بات ظاہر بینوں کو ضرور کھٹکیگی۔ ایک بڑے تخت کا ایک ایسی مدت میں جس کی حدیں نظر جھپکنے کے دائرہ سے متجاوز نہ ہوں۔ اُٹھا لانا بظاہر خلاف عقل نظر آتا ہے لیکن انھیں مطمئن ہو جانا چاہیے کہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے اس سے بڑی جلدی کے معنی مراد لیے ہیں امام رازی فرماتے ہیں۔

اختلفوا فی قوله "قبل ان یرتد الیك طرفك" علی وجهین. الاول انه اراد المبالغة فی السرعة کما تقول لصاحبك افعل ذلك فی لحظة و هذا قول مجاهد[1]

آیت "قبل ان یرتد الیک طرفک" مین لوگون کو دو طرح پر اختلاف ہی۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے نہایت جلدی مراد لی ہے جس طرح تم اپنے ساتھی سے کہتے ہو کہ لحظہ بھر مین اس کام کو انجام دو۔ یہ قول مجاہد کا ہے[1]

توراۃ نے ملکۂ سبا (بلقیس) کی آمد کے قصہ کو ذیل کے الفاظ مین ادا کیا ہی[2]

"جب سلیمان کا شہرہ سبا کی ملکہ تک پہونچا تو وہ مشکل سوالون سے اُسے آزمانے آئی اور بڑے انبوہ کے ساتھ اورشلیم مین داخل ہوئی۔ اُس کے ساتھ بہت سے اونٹ تھے جن پر خوشبوئیان لدی تھین اور بہت سارا سونا تھا اور بیش قیمت جواہر تھے۔ اُس نے سلیمان کے پاس آکے جو کچھ اُس کے دل مین تھا سب کی بابت اُس سے گفتگو کی۔ سلیمان نے اُس کے سب سوالون کا جواب دیا۔ سلیمان سے کوئی چیز پوشیدہ نہ تھی جو اُس کے کسی سوال کا جواب نہ دیتا۔ جس وقت سبا کی ملکہ نے سلیمان کی دانشمندی اور اُس کے گھر کو جو اُس نے بنایا تھا اور اُس کے دسترخوانون کی نعمتون کو اور اُس کے خادمون کی نشست کا طور اور اُس کے ملازمون کی حاضرباشی اور اُن کی پوشاک کو اور اُس کے ساقیون اور اُن کے لباس کو اور اُس سیڑھی کو جس سے وہ خداوند کے مسکن کو چڑھ جاتا تھا دیکھا تو اُس کے حواس اُڑ گئے۔ اور اُس نے بادشاہ سے کہا کہ یہ تحقیق خبر تھی جو مین نے تیرے کامون اور تیری دانش کی بابت اپنے ملک مین سُنی تھی

---

[1] تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۵۶۶

[2] توراۃ۔ تواریخ۔ باب ۹۔ آیت ۱-۱۲۔

مگر جب تک میں نے آ کے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا تھا تب تک اُن باتوں کو باور نہ کیا تھا۔ دیکھ میں نے تیری حکمت کی زیادتی کی آدھی خبر نہ سنی تھی کیونکہ تو اُس شہرہ سے جو میں نے سُنا تھا بڑھ کر ہے۔ مبارک ہیں تیرے لوگ اور مبارک ہیں تیرے ملازم جو ہمیشہ تیرے حضور کھڑے رہتے ہیں اور تیری حکمت سُنتے ہیں۔ خداوند تیرا خدا مبارک ہو جو تجھ سے راضی ہے اور جس نے تجھ کو اپنی کرسی پر بٹھایا کہ تو خداوند اپنے خدا کی جگہ بادشاہ ہو اِس لیے کہ تیرا خدا اسرائیل کو پیار کرتا اور اُنھیں ابد تک قائم رکھنا چاہتا ہے۔ اُس نے تجھے اُن کا بادشاہ کیا کہ تو عدل و انصاف کرے۔ ملکہ نے ایک سو بیس قنطار سونا اور بہت سی خوشبوئیاں اور قیمتی جواہر سلیمان کو دیئے۔ پھر ایسی خوشبوئیاں کبھی میسر نہ ہوئیں جیسی سبا کی ملکہ نے سلیمان بادشاہ کو دیں۔ حورام کے نوکر اور سلیمان کے نوکر جو اوفیر سے سونا لائے صندل کے بہت سے درخت اور جواہر بھی لائے تھے۔ اور بادشاہ نے صندل کی لکڑی سے خداوند کے گھر کے لیے اور بادشاہ کے قصر کے لیئے سیڑھیاں بنوائیں اور گانے والوں کے لیے بربطیں اور رکنا رئیں تیار کرائیں ایسی لکڑیاں یہوداہ کے ملک میں آگے دیکھنے میں نہیں آئی تھیں سلیمان بادشاہ نے سبا کی ملکہ کو جو کچھ اُس نے مانگا اُس سے زیادہ جو وہ بادشاہ کے لیے لائی دیا۔ اور وہ اپنے ملازموں سمیت اپنی مملکت کو پھر گئی۔"

آیت سوم کے الفاظ "جس وقت سبا کی ملکہ نے سلیمان کی دانشمندی کو اور اُس گھر کو جو اُس نے بنایا تھا الخ" بتا رہے ہیں کہ صرح ممرد من قواریر کا واقعہ کوئی خیالی افسانہ نہیں ہے۔ توراۃ نے صرف اُس کا اشارہ کیا ہے۔ مگر قرآن نے پوری توضیح کر دی ہے۔ توراۃ نے اس تذکرہ کے بعد ہی ستر ہویں سے بیسویں آیت

تک تخت سلیمان کی کیفیت لکھی ہے۔ اِن آیات کو اگر قرآن کے مفہوم کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو خیال گزرتا ہے کہ شاید یہ تخت، تخت بلقیس کے نمونہ پہ بنا ہو یا ایکم یاتینی بعرشہا الخ کا اس سے کوئی تعلق ہو جس کا تذکرہ تورات کی تباہی کی وجہ سے نظر انداز ہو گیا ہے۔ ممکن ہے مستقبل اس پر کچھ روشنی ڈال سکے۔

یہودیوں کی کتاب "ترجوم" مین یہ واقعہ لفظ بلفظ مذکور ہے۔ البتہ اس مین بجائے "ہدہد" کے "مرغ" کا تذکرہ ہے لیکن یہ کوئی ایسا بڑا فرق نہین ہم اپنی کتاب قصص القرآن مین اس تطبیق پہ مفصل بحث کرینگے۔ واللہ الموفق

تبابعہ

ملوک سبا کے بعد شاہان حمیر کا زمانہ آتا ہے۔ یورپ کی رای مین اس سلطنت کی ابتدا سنہ ۱۱۵ قبل مسیح مین ہوئی۔ اور سنہ ۵۲۵ء مین خاتمہ ہو گیا لیکن اہل عرب اس سے بہت زیادہ مدت بتاتے ہین۔ پہلے اس سلطنت کے دو حصے تھے۔ ایک حصہ ارض سبا مین حکمران تھا اور دوسرا حضرموت مین۔ حارث رائش جب حکمران ہوا تو اس نے دونون ملک فتح کر لیے اور ہر ایک قوم نے اس کی متابعت کی۔ اسی مناسبت سے اس کا لقب تبع پڑا[۱]۔ اس وقت سے بادشاہ ذوجدن کے عہد تک جو ذونواس کے بعد فرمانروا ہوا تھا قوم تبع کی حکومت رہی۔ حمزۂ اصفہانی کی رای کے مطابق ۲۶ تبابعہ نے حکومت کی ہے جن کی حکومت ایک ہزار سات سو برس تک قائم رہی ہے۔ ایشیا و افریقہ کے

---

[۱] تاریخ سنی الملوک لحمزۃ الاصفہانی (طبع لیبزیگ سنہ ۱۸۴۴ء) ص ۱۲۴۔

ایک بڑے حصہ کے فتوحات اس سلطنت سے منسوب کیے جاتے ہین۔

قرآن نے بھی اس سلطنت کی جانب اشارہ کیا ہے۔ قریش کو اپنی طاقت وکثرت پر بڑا ناز تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عسم پر قوم تبع کی خیر وبرکت کا زمانہ یاد دلا کر بتایا کہ آیا وہ تم سے بڑھ کر نہین تھی۔ جب اُن کی حشمت فنا ہوگئی تو تم کیا مغرور ہو[۱]۔

اصحاب الاخدود کا واقعہ اسی سلطنت سے متعلق ہے۔ بادشاہ ذونواس جس کا اصلی نام ذرعہ تھا مذہب کا یہودی تھا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب مسیحیت کی ابتدا ہو چکی تھی اور حضرت عیسیٰؑ کی اصلی تعلیمات کے جاننے والے موجود تھے۔ فیمیون نامے ایک عیسائی کے ذریعہ سے عرب مین بھی کچھ لوگ عیسائی مذہب کے پیرو ہوگئے۔ بادشاہ کو خبر ہوی تو اُس نے تبدیل مذہب پر اصرار کیا۔ اور جب لوگون نے نہ مانا تو زمین مین ایک بڑا سا گڑھا کھود کر اس مین آگ جلوائی اور تمام پیروان مسیح کو اُس آگ مین جھونک دیا۔ یہ بیچارے تھے تو کمزور مگر قوت ایمانی اس قدر زبردست تھی کہ مذہب بدلنے پر آگ مین جل جانے کو ترجیح دی۔ مورخین نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس واقعہ کا تذکرہ کیا ہے[۵۲]۔

واقعہ چون کہ عبرت خیز تھا اس لیے قرآن نے بھی تلمیح کی ہے۔ سورۃ البروج مین ہے:۔

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ، اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ	قتل کیے گئے کھائیون والے (اخدود کے معنے کھائیون کے ہین) کہ آگ تھی بہت ایندھن والی جس وقت کہ وہ آگ پر بیٹھے تھے کفار جو کام ان ایماندارون کے ساتھ کر رہے تھے

۱؎ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ؟ (کیا وہ بہتر ہین یا قوم تبع ؟)

۵۲؎ مفصل حالات تاریخ الکامل لابن الاثیر الجزری (طبع مصر ۱۳۰۳ھ) مجلد اول صفحہ ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ مین دیکھو ہین۔

شُہُودٌ، وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ اِلَّا اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ،

اُس پر حاضر تھے، اُنھون نے اُن ایمانداروں میں اس کے علاوہ کوئی عیب نہین نکالا تھا کہ یہ لوگ ایمان لائے ہین خدائے غالب و محمود پر جس کے لیے آسمان و زمین کی بادشاہی ہے اور خدا ہر چیز پر شاہد ہے۔

اِن آیات کی تفسیر مین بہت سی لاطائل باتین بھی مذکور ہین لیکن مجاہد کی روایت کے مطابق یہ ضرور صحیح ہے کہ یہ واقعہ عرب کے مشہور شہر نجران مین پیش آیا تھا[۱]۔ تاریخ سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے اور سب سے زیادہ یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ ان غریبوں کو زندہ آگ مین جلانے کے واقعہ سے اعراب نجران اس قدر متاثر ہوے کہ سب کے سب عیسائی ہو گئے[۲] اور اُنھین کا مذہب اختیار کر لیا۔

اَذْوَاء

یمن کی دو سلطنتین اذواء و اقیال کے نام سے مشہور ہین لیکن ہماری رای مین اذواء کی کوئی جداگانہ سلطنت نہ تھی جن سلاطین حمیر کا لقب "ذو" سے شروع ہوتا تھا (مثلاً ذو جدن، ذو قسین، ذو شناتر، ذو الشعبین، ذو الرحین، ذو القرنین جس کا اصلی نام کہا جاتا ہے کہ افریقیس تھا۔ وغیرہ وغیرہ) اُنھین کو اذواء کہتے ہین قصیدہ حمیریہ مین اس خاندان کے اکثر سلاطین کے نام مذکور ہین[۳]۔ محققین کی رائے مین ذو القرنین

---

[۱] تفسیر ابن جریر۔ ج ۳۰۔ ص ۷۳۔ (عن الحرث عن الحسن عن ورقا عن ابن ابی نجیح عن مجاہد)
[۲] معجم البلدان ج ۸ ص ۲۶۲۔
[۳] Kremer Him Kasidell

بھی جس نے وحشی قوم یاجوج و ماجوج کی غارتگری سے محفوظ رہنے کے لیے ایک دیوار کھینچ دی تھی انھیں سلاطین مین معدود ہے۔ آثار الباقیہ مین علامہ ابوریحان بیرونی کی بھی یہی راے ہی اور تفسیر کبیر مین امام رازی نے بھی اسی قول کو نقل کیا ہے عرب کی قومی روائتین بھی اس خیال کی موید ہین علامہ ابوالحسن مسعودی فرماتے ہین :۔

قد ذکرہ (یعنی ذاالقرنین) تبع فی شعرہ وافتخر بہ وانہ من قحطان[۱]

تبع بادشاہ مین نے بھی اپنے اشعار مین ذوالقرنین کا تذکرہ کرکے اُس پر فخر کیا ہی اور لکھا ہے کہ وہ قبیلہ بنی قحطان سے تھا[۱]

علامہ طبری نے تُبع کی زبانی یہ فخریہ اشعار بھی نقل کیے ہین جن مین ایک طویل نظم کے بعد وہ کہتا ہے[۲]:۔

قد کان ذوالقرنین قبلی مسلما
مجھ سے پہلے ذوالقرنین خدا کا ایک مطیع

ملکا تدین لہ الملوک وتحشد
بادشاہ تھا تمام بادشاہ اُس کے فرمانبردار اور اسکے زیر علم جمع تھے

ملک المشارق والمغارب یبتغی
وہ مشرق و مغرب پر قابض ہوگیا اور خواہان تھا

اسباب علم من حکیم مرشد
علم کے طریقون کا حکمت والے راہنما سے

فرای مغیب الشمس عند غروبہا
اس نے آفتاب کے ڈوبتے وقت اس کا موقع دیکھا

فی عین ذی خلب وثاط حرمد
کہ کیچڑ کے چشمے مین ڈوب رہا ہے۔

زبان کے اعتبار سے یہ تیقن دشوار ہے کہ واقع مین ان اشعار کی زبان تبابعہ کی قدیم عربی زبان ہوسکتی ہے یا نہین لیکن اگر یہ عہد اسلام ہی کی نظم ثابت ہو جائے

---

[۱] مروج الذہب (برحاشیۂ ابن اثیر طبع مصر ۱۳۰۳ھ) جلد ۲ ص ۱۷۲۔

[۲] طبری۔ جلد ۲۔ صفحہ ۹۸۔

جب بھی اس قدر تو ضرور ماننا پڑیگا کہ آج سے تیرہ سو برس قبل عرب میں یہ روایت مشہور تھی کہ ذوالقرنین ایک عربی بادشاہ تھا اور اس نے مشرق سے مغرب تک کی سیاحت کی تھی۔ اس بادشاہ کے متعلق عجیب وغریب قصے کہانیاں مشہور تھیں اور چونکہ اُن میں بہت سی باتیں عبرت خیز بھی تھیں اس لیے اہل عرب کو عبرت دلانے کے لیے قرآن نے بھی اُس کا ماجرا بیان کیا لیکن دیکھنا کس قدر سنجیدہ و نتیجہ خیز الفاظ میں

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَن ذِي الْقَرْنَيْنِ ، قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا ، إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِن كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا فَأَتْبَعَ سَبَبًا ، حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِندَهَا قَوْمًا ، قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّا أَن تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَن تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا قَالَ أَمَّا مَن ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُّكْرًا ، وَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءً الْحُسْنَىٰ ، وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ، ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ، حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا

تجھ سے ذوالقرنین کے بارہ میں پوچھتے ہیں کہدے میں عنقریب اُسکے واقعہ سے کچھ مذکور پڑھ کر سنائے دیتا ہوں۔ ہم نے قدرت دی تھی اُس کو زمین میں اور دیئے تھے اوسکو ہر چیز کے راہ پس پیروی کی ایک راہ کی یہاں تک کہ جب آفتاب کے غروب ہونے کی جگہ تک پہونچا تو اس کو کیچڑ کے ایک چشمے میں ڈوبتے پایا اور اُس کے نزدیک ایک گروہ بھی ملا۔

ہم نے کہا اے ذوالقرنین یا تو عذاب دے یا تو ان کو یا ان کے ساتھ بھلائی کر۔ اُس نے کہا جو ظالم ہوگا ہم اسکو عذاب دینگے اس کے بعد اپنے پروردگار کے پاس پھیرا جائیگا پس عذاب دیگا اُسکو بڑا لیکن جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو اس کے لئے جزائے نیک ہے اور ہم اُس کو کہینگے اپنے کام میں سے آسان کام۔ ذوالقرنین پھر اوروں کے پیچھے چلا یہاں تک کہ جب آفتاب

تَطْلُعُ عَلٰی قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ
دُوْنِهَا سِتْرًا ۝ كَذٰلِكَ، وَقَدْ اَحَطْنَا
بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا،
حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ
مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ
قَوْلًا، قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ
وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ
فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤی اَنْ
تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا، قَالَ مَا مَكَّنِّیْ
فِيْهِ رَبِّیْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا، اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ
حَتّٰۤی اِذَا سَاوٰی بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ
انْفُخُوْا حَتّٰۤی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا قَالَ اٰتُوْنِیْۤ
اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا، فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ
يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا، قَالَ
هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ
رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ، وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ
حَقًّا،

کے طلوع ہونے کی جگہ تک پہونچا تو اُس کو ایک
ایسی قوم پر نکلتے پایا کہ نہیں بنایا تھا ہم نے
اُن کے لیے کوئی پردہ اُدھر۔ اسی طرح تھا اور واقع
مین احاطہ کر لیا تھا ہم نے ساتھ اُس چیز کے کہ
نزدیک اُس کے تھی خبرداری ذو القرنین پھر اور راہ
کے پیچھے ہو لیا۔ یہان تک کہ دیوارون کے درمیان
پہونچا تو ایک ایسی جماعت کو اُن کے اُدھر پایا جو
ایسے بھی نہ تھے کہ بات سمجھنے لگتے۔ لوگون نے
کہا کہ اے ذو القرنین یاجوج و ماجوج زمین مین
فساد کرنے والے ہین پس آیا سامان کر دین ہم
تیرے لیے کچھ مال کا اس شرط پر کہ تو ہمارے اور
اُن کے درمیان ایک دیوار بنا دے ذو القرنین
نے کہا کہ جس بات مین میرے پروردگار نے مجھے
قدرت دی ہے وہی بہتر ہے البتہ مدد کرو میری
طاقت کے ساتھ کہ بنا دون مین تمہارے اور اُن
کے درمیان ایک مٹی کی دیوار، لا دو میرے پاس ٹکڑے لوہے
کے یہان تک کہ جب برابر کر دیا درمیان دونون پہاڑون
کے کہا کہ دھونکو، یہان تک کہ جب اُس کو آگ کر دیا
تو کہا میرے پاس لاؤ کہ مین اس پر گلا ہوا تانبا

والون - یاجوج وماجوج اب نہ اس پر چڑھ سکے اور نہ اس مین سوراخ کر سکے - ذوالقرنین نے کہا کہ یہ میرے پروردگار کی مہربانی ہے جب میرے پروردگار کا وعدہ آئیگا تو اس کو ریزہ ریزہ کر ڈالیگا اور میرے رب کا وعدہ حق ہے -

یہ سارا قصہ عرب مین اسی طرح مشہور تھا - اہل عرب واقع مین معتقد تھے کہ ذوالقرنین آفتاب کے نکلنے اور غروب ہونے کی جگہ تک پہونچ گیا تھا لیکن قرآن نے بتایا کہ امر واقع یہ نہین ہے - بات یہ ہے کہ دوران سیاحت مین وہ ایک ایسی جگہ پہونچا جہان اُس کو محسوس ہو رہا تھا کہ آفتاب گویا ایک کیچڑ کے چشمے (گڑھے) مین ڈوب رہا ہے -

حافظ ابن حجر عسقلانی آیت وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا کی تفسیر مین فرماتے ہین :-

ولا یخالف هذا قوله "وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ" فان المراد بها نهاية مدرك البصر اليها حال الغروب -[2]

یہ آیت (آفتاب اپنے ایک مدار[1] پر حرکت کر رہا ہے) اس آیت کے مخالف نہین ہو کہ آفتاب کو ایک کیچڑ کے چشمے مین ڈوبتے پایا" اس لیے کہ اس سے غروب کے وقت نظر کی انتہائی دریافت مراد ہے -[2]

[1] ہم نے "مستقر" کا ترجمہ مدار اس لیے کیا ہے کہ امام رازی نے مستقر کی تفسیر مین چار طرح کی توجیہین کی ہین - آخری توجیہ یہ ہے کہ هو الدائرة التي عليها حركتها (مستقر سے وہ دائرہ مراد ہے جس پر آفتاب کی حرکت ہوتی ہو) تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۸۶ - اس عبارت کا صحیح مفہوم "مدار" ہے -

[2] فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۴۱۶ (طبع مصر)

علامہ عینی لکھتے ہیں :-

لیس فی معنی "عین حمئة" سقوطها (ای سقوط الشمس) فیها وانما هو خبر عن الغایة التی بلغها ذو القرنین فی مسیره حتی لم یجد وراءها مسلکا لها فوقها او علی سمتها او کما یری غروبها من کان فی لجة البحر لا یبصر الساحل کانها تغرب فی البحر[۱]

کیچڑ کے چشمے سے یہ مراد نہیں ہے کہ آفتاب اس میں گر پڑتا ہے۔ ذو القرنین سفر میں جس جگہ تک پہونچے تھے یہ اُس کی خبر ہے یعنی جاتے جاتے ایسے مقام پر پہونچے کہ وہاں سے انھیں کسی سمت راستہ کا پتہ ہی نہ چلا جیسے کوئی سمندر میں ہو اور اُسے ساحل نظر نہ آتا ہو تو وہ دیکھیگا کہ آفتاب بھی اُسی میں ڈوب رہا ہے۔[۱]

امام رازی نے توضیح کی ہے :-

وجد الشمس کانها تغرب فی عین وهدة مظلمة وان لم تکن کذلک فی الحقیقة کما ان راکب البحر یری الشمس کانها تغیب فی البحر اذا لم یر الشط[۲]

ذو القرنین نے آفتاب کو نشیب کے ایک کیچڑ کے چشمے میں ڈوبتے پایا۔ ہر چند کہ واقع میں یہ بات نہ تھی جیسے سمندر میں کوئی جہاز جا رہا ہو اور ساحل اس کو نظر نہ آتا ہو تو اُسے یہی محسوس ہوگا کہ آفتاب سمندر میں ڈوب رہا ہے۔[۲]

غرض کہ ان آیات کا مفہوم یہ ہے کہ ذو القرنین کی سیاحت کا سلسلہ اس قدر دراز تھا کہ وہ اپنی دانست میں ایک ایسے مقام پر پہونچ گیا تھا جو اُس کی انتہائی دُنیا نظر آتی تھی۔ یاجوج و ماجوج نا ایک نہایت وحشی قوم تھی جس نے اہل ملک کو سخت

---

[۱] عینی شرح صحیح بخاری جلد ۹ ص ۱۶۱ھ (طبع قسطنطنیہ)

[۲] تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۷۵۳ -

زحمتون مین مبتلا کر رکھا تھا۔ لوگون نے درخواست کی کہ ایک بڑی دیوار کھینچ دی جائے کہ اِن وحشیون کے حملے کا سدباب ہو جائے۔ ذوالقرنین نے اُن کی شکایت و درخواست منظور کی اور دیوار تعمیر کرا دی۔ یون تو یہودیون کی قومی روایتون کی مدد نے اِس قصہ کو آراستہ تا پا خرافات مین آلودہ کر رکھا ہے لیکن قرآن کا بیان خلاف واقع کبھی نہین ہو سکتا اور نہ اصل واقعہ مین کوئی ایسی بات ہی جو عقل کے مخالف ہو۔ آجکل اسکیمو قوم کے افراد جب کبھی کسی انگریز کا تذکرہ کرتے ہین تو کہتے ہین "انگریزون کے سر بہت بڑے ہوا کرتے ہین اُن کے پر بھی ہوتے ہین اور وہ اُڑتے بھی ہین نظر بھر کر اگر کسی کی طرف دیکھ لین تو وہ فوراً مر جاتا ہے۔ دریائی کتے کو ایک لقمہ مین نگل جایا کرتے ہین" فرض کرو کسی زمانہ مین انگریزون کی قوم فنا ہو جائے تو کیا اسکیمو کے خلاف عقل خلاف واقع مبالغہ کی بنا پر انگریزون کے وجود سے انکار کر دیا جائیگا۔

یاجوج و ماجوج سے کون سی قوم مراد ہے؟ موجودہ تاریخین اس سوال کے جواب سے خاموش ہین، لیکن یہودیون کی کتاب مقدس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد قدیم مین یاجوج و ماجوج کے نام سے ایک بڑی قوم آباد تھی جس کی شرارت سے تنگ آکر حزقی ایل پیغمبر نے اُن کو اپنے صحیفہ مین سخت بد دعائین دی ہین۔ فرماتے ہین[1]

"دیکھ مین تیرا مخالف ہون اے جوج روش مسک اور توبال کے سردار اور مین تجھے پلٹ دونگا اور تجھے لیے پھرونگا اور ایسا کرونگا کہ تو اُتر کی طرف سے چڑھ آوے اور تجھے اسرائیل کے پہاڑون پر لاؤنگا۔ اور تیری کمان جو تیرے بائین ہاتھ مین ہے گرا دونگا اور ایسا کرونگا کہ تیرے تیر

[1] حزقیل ۔ باب ۳۹ ۔ آیت ۱ ۔ ۷

تیرے داہنے ہاتھ سے گر پڑینگے۔ تو اسرائیل کے پہاڑوں پر گر جائیگا تو اور تیرا سارا لشکر اس گروہ سمیت جو تیرے ساتھ ہے۔ اور مین تجھے ہر قسم کے شکاری پرندون اور میدان کے درندون کو خوراک کے لیے دونگا۔ تو کھلے ہوے میدان مین گر پڑیگا۔ کیونکہ مین نے ہی کہا خداوند یہوواہ فرماتا ہے اور مین ماجوج پر اور اُن پر جو جزیرون مین بے پروائی سے سکونت کرتے ہین ایک آگ بھیجونگا اور وہ جانینگے کہ مین خداوند ہون"

اس صحیفہ مین اس کے علاوہ اور بھی جوج و ماجوج کے واقعات مذکور ہین اور گو بجای یاجوج کے یہان جوج درج ہے لیکن جب توراۃ سے بابل مین یہودیون کی گرفتاری کے وقت ابراہیم و نوح علیہما السلام کے صحیفے گم ہوکر نابود ہو گئے ہون وہ اگر مترجمون کی بے احتیاطی سے یاجوج کی ی والف کو غارت کردے تو کیا یہ فان سرق فقد سرق اخ له من قبل کے مفہوم سے زیادہ بعید ہے۔

قصہ مختصر ہماری راے مین ذوالقرنین عرب تھا۔ اس لیے کہ:۔

(۱) اہل عرب علانیہ اس کے مدعی ہین۔

(۲) خاندان اذواء کے تمام سلاطین کے القاب اسی طرح کے ہوا کرتے تھے ذو ثعلبان، ذو عنکلان، ذو عمران، ذو ریان، ذو فیقان، ذو شہران، ذو اوسان ذو تبجان، ذو فیش، ذو رعین، ذو الرمحین، ذو الشعبین، ومثل ذلک[1] ممن ذکر طرفا منہم نشوان بن سعید الحمیری فی قصیدتہ التی یبلغ ۱۳۵ بیتا ضمنہا خلاصۃ اخبار الاذواء وغیرهم من ملوک الیمن۔

---

[1] Himjarische kasideh von kremer leip

(۳) بند باندھنا اور پہاڑون کے بیچ مین دیوارین کھینچنا اہل عرب کے خصوصیات مین تھا جس کا ایک شائبہ سد ذوالقرنین مین بھی نظر آتا ہے۔

(۴) قرآن مین جتنے قصے مذکور ہین یا تو عرب اور اُن کے آبا و اجداد کے ہین یا بنی اسرائیل کی کچھ سبق آموز داستانین ہین جن کا عرب سے بہت قریبی تعلق تھا

قدیم عربی عمارتین

جاحظ کا بیان ہے کہ کسی قوم کے تمدن کا اندازہ کرنے کے لیے سب سے زیادہ دو چیزون پر نظر پڑتی ہے (۱) اس قوم کا لٹریچر کیسا ہے (۲) اس کی عمارتین کس وضع کی ہین۔ عرب مین یہ دونون خصوصیتین نمایان طور پر نظر آرہی ہین عربی لٹریچر جو عہد جاہلیت میں رائج تھا فلسفۂ اخلاق کی جان ہے۔ عرب کے تمدن کا پایہ اگر نہایت رفیع نہ ہوتا تو یا اخلاقی رنگ کبھی نظر نہ آتا۔ دنیا کی کوئی قوم اس قسم کا اخلاقی نمونہ اور وہ بھی اس کثرت کے ساتھ پیش نہین کر سکتی۔ عرب کی پرانی عمارتین ایسی عظیم الشان تھین کہ ادب کی کتابین اُن کے تذکرہ سے معمور ہین۔ قصر ناعط، ریدہ، مدر، صرواح، غمدان، یہ اس عظمت کی عمارتین تھین کہ شعراے ادب کو اب تک اُن کے تذکرہ مین مزہ آتا ہے اور فخریہ نظمون مین ہمیشہ اس پہلو پر ناز کیا جاتا ہے۔ قصر غمدان کے کھنڈر صنعاء مین اس وقت بھی موجود ہین۔ علامہ عبدالرحمن ہمدانی و یاقوت حموی کی راے مین اس کا بانی شاہ الیشرح یحصب تھا۔ حضرت عثمان ذوالنورین کے عہد تک یہ عمارت

ویاقوت ج ۲ ص ۸۱۱ ۔ mullerburg. 7. 57

موجود تھی[1]۔ ہمدانی نے اس کے کھنڈر خود دیکھے تھے پہاڑ جیسا ایک بڑا سا ٹیلہ تھا جو اصل مین بیس منزل کی ایک عمارت تھی۔ اِس عمارت مین تانبے کے چار بڑے بڑے شیر بنے ہوئے تھے جو اندر سے خول دار تھے۔ جب ہوا چلتی اور شیر کے شکم کے اندر پہونچ جاتی تو نہایت ہولناک آوازہ سنائی دیتی تھی۔ یہی محسوس ہوتا تھا کہ واقع مین شیر غرّا رہا ہے۔ جنوبی و شمالی و غربی و شرقی ہر ایک ہوا کے رُخ ایک ایک شیر کا مجسّمہ نصب تھا جو ہوا بھی چلتی شیر کے آوازہ سنائی دیتی۔ دروازون پر پردے پڑے ہوئے تھے جن مین گھنٹیان لٹکی ہوئی تھین۔ ہوا سے پردون کو حرکت ہوتی تو پردے اور گھنٹیان بجنے لگتین۔ الیشرح نے اِس کے متعلق ایک نظم بھی لکھی تھی جس کا ایک شعر باقی رہا ہے:-

وانی انا القیل الیشرح   حصنکُ غمدان بمہت[2]

حصنکُ - قدیم حمیری زبان مین واحد متکلم کا صیغہ ہے موجودہ عربی مین بجائے اسکے حصنت کہینگے

ایک بڑی عمارت کے کھنڈر مارب کے شمال مشرق مین بھی نظر آتے ہین جو حرم بلقیس کے نام سے مشہور ہے یہ عمارت تین سو فیٹ کے محیط مین ہی ہوگی اس کے گرداگرد ایک دیوار ہے جس مین دو دروازے ہین شمالی جنوبی۔ دیوار پر خط مسند کے کتابے منقوش ہین جن مین بانیون کے نام وغیرہ لکھے ہین[3]

ابو الحکم مرانی نے جو عہد قدیم کا ایک نامور شاعر تھا سلاطین یمن کی تمام عمارتون اور محلسرائون کا اس نے ایک قصیدہ مین تذکرہ کیا ہے جس کے بعض اشعار حسب ذیل ہین۔

---

[1] مسعودی جلد ۱ صفحہ ۲۶۱

[2] Mullerburg. I. 56-58

[3] Mullerburg. II. 18

نحن المقاول والاملاك قد علمت — اهل المواشى بانا اهل غمدانا
واننا رب بينون واضرعه — والشيد من هكر يا هيك بنيانا
براقش ومعين نحن عامرها — ونحن ارباب صرواح وروثانا
وناعط نحن شيدنا مخالفها — وقصرها وقرى نشق ونوفانا
وتلفم البون والقصرين من خمر — وتنعما وقرى شرح ودعانا
والهندنين بنى ذو التاج من تبع — وقصر ذى الورد تامارأس ملحانا
وصبح نحو ونجرا فوق قبتها — بنى لنا وشباما بيت اقيانا
وفى ريام وفى النجدين من مدر — على المنار وحق الشيد ايوانا
وفى ظفار بنت اباؤنا غرفا — فى كوكبان وقصر الملك ريدانا
وقصر بينون علاه وشيده — ذو الفخر عمرو وسوى قصر غيلانا
وقصر احور اس الفيل ذو يزن — وقصر ذى فائش ارباب قد كانا
وقصر سلحين علاه وشيده — كهلان والدنا احبب بكهلانا
فاصبحت مارب للريح مخترقا — بعد القصور وبعد الشيد ميدانا
ساق المياه الى سد بما اربنا — للجنتين مغانينا وبغشانا

آخری شعر گویا قرآن کے بیان (وبدلناهم بجنتيهم جنتين الخ) کی واضح تصدیق ہے۔

ان عمارتوں کے علاوہ عدن میں پہاڑ کاٹ کر جو رستہ بنایا ہے یا کوہ بینون میں جو رستہ لگا ہے اس کا نظارہ ایسا نہیں ہے کہ انسان دیکھ کر دنگ ہو جائے اسی طرح حصن غراب کے کھنڈروں کو دیکھ کر بھی خدا کی قدرت یاد آتی ہے وہ قوم جس نے ایسی ایسی شاندار آثار چھوڑی ہیں کئی ہزاروں برس سے زمانہ کی مخالفت کا مقابلہ کرتی آتی ہیں قدرت کے زبردست فیصلہ نے جب اسکو اور اس کے تمدن کو نیست و نابود

کردیا تو پھر موجودہ تمدن کے قیام کی کیا ضمانت ہوسکتی ہے جسکی ناپائدار عمارتیں باوجودیکہ ہزارہا سال مرمت طلب ہوتی ہیں حصن غراب جس کا ابھی ہمنے تذکرہ کیا ہے پتھر کا ترشا ہوا ایک قلعہ تھا جس کو ابرہہ نے فتح یمن کی یادگار میں تعمیر کرایا تھا اب صرف ایک بڑا ٹیلا رہ گیا ہے جسمین جا بجا خطوط مسند کے کتبات دستیاب ہوئے ہیں۔ ارض حیرہ و غسان کی عمارتوں کے آثار بھی موجود ہیں یہ سلطنتیں عہد اسلام تک قائم تھیں تاریخوں میں انکے واقعات عام طور پر مذکور ہیں مگر چونکہ ایران و روم کی ماتحتی کے داغ سے انکی پیشانی آلودہ ہے اس لیے ہم کو چار و ناچار قطع نظر کرنا ہے۔

حسن خاتمہ کے لیے اس عنوان کو ہم کعبہ شریفہ کے تذکرہ پر ختم کرنا چاہتے ہیں جو نہ صرف عرب بلکہ ساری دنیا میں ایک عجیب و غریب عمارت شمار ہوتی ہے کعبہ اصل میں مربع و مرتفع مکان کو کہتے ہیں اسی نسبت سے اس عمارت کا نام بھی کعبہ پڑا ہوگا۔ عرب میں اس عمارت کی عظمت ضرب المثل تھی ہر حصہ ملک کے باشندے اس کو مقدس مانتے تھے یمن کے شہنشاہ تبع نے اس پر غلاف چڑھایا تھا اور ایک نظم بھی لکھی تھی جس سے دلی عقیدت ظاہر ہوتی ہے کعبہ کو دیکھ کر اور بہت سی عمارتیں ملک میں اسی نام سے بنی تھیں جنمیں کعبہ نجران و کعبات کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے۔ وہ شہر (مکہ) جسمیں یہ عمارت واقع تھی اسکی بنیاد دور دور مشہور تھا قدیم اشوری (بابلی) زبان میں مکا گھر کو کہتے ہیں خانہ کعبہ کا اصلی نام بھی بیت ہی ہے جس کے لفظی معنی گھر کے ہیں اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ یہ گھر کتنا قدیم تھا اور اسکی عزت سے نکل کر دوسرے دوسرے ملکوں میں بھی شہرت تھی جزیرہ صقلیہ (سسلی) کا مشہور مورخ ڈیوڈورس جو پہلی صدی عیسوی میں گذرا ہے قوم نبط کے تذکرہ میں لکھتا ہے۔

وورآء ارض الانباط بلاد بنی زومین وفیہا	قوم نبط کی زمین کے اودھر بنی زومین کا ملک ہے اس ملک میں
ھیکل یحترمہ العرب کافۃ احتراماً کثیراً	ایک عبادتگاہ ہے جسکی تمام اہل عرب بڑی تعظیم کرتے ہیں۔

جو رجی زیدان کی رائے میں بنی زومین سے غالباً قوم جرہم مراد ہوگی جو ایک زمانہ میں والی مکہ تھی اس روایت کے بعد کعبہ کی قدامت کا عربی روایتوں کے مطابق اندازہ کرو اور دیکھو کہ قرآن کا دعوی اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ کس قدر قرین قیاس ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

[illegible]

مسلمانوں کی تہذیب (از نواب محسن الملک مرحوم) ۴ر

ترکوں کی معاشرت (از منشی محمد حسن خاں صاحب) ۸

رسوم جاہلیت (از مولانا نجم الدین صاحب) ۴ر

ارشادات القرآن (از مولوی فتح محمد خان جالندھری) ۸ر

نفائس القصص والحکایات از مولوی فتح محمد خاں صاحب ۶ر

الصدیق معہ تفسیر عزیز (از حافظ عبد الرحمن صاحب سیاح) ... ... عہ

رباعیات عمر خیام (مع سوانح حکیم عمر خیام) عہ

سوانح عمری آنحضرت صلعم (مرتبہ شرد سے دیوجی برہم سماجی) ۵ر

فرہنگ فرنگ (از شمس العلما منشی ذکاء اللہ صاحب) ۱۰ر

فن شاعری (از مرزا سلطان احمد صاحب) عہ

قومی گیت (مسٹر خاموش) ۴ر

البرامکہ (منشی عبد الرزاق صاحب) بلا جلد ۲ر مجلد ے مجلد سنہری ہے

کارنامہ ترک (از منشی محمد حسن خان صاحب) ۱۴ر

گلشن ہند (تذکرہ شعرائے اردو از مرزا علی لطف مرحوم) ۸ر

آب حیات (تذکرہ شعرائے اردو) از شمس العلماء مولانا محمد حسین صاحب آزاد مرحوم ۶

مکاشفات آزاد " " " " ۴ر

مجموعہ نبشتہ پاک رسایل سیاک و نماک " " " " ۸ر

مکتوبات آزاد " " " " ۴ر

سخندان پارس " " " " ۶ ۸ر

انشاء جدید	(خطوط بہ طرز جدید) از مولانا عبد السلام صاحب رفیقی ...	۶؍
ادلۃ الکرام فی عقاید الاسلام	(منشی عطا محمد صاحب عطا)	عہ؍
الایمان	(منشی فاضل سید محمود علی صاحب)	عہ؍
المرتضیٰ	(از حافظ عبد الرحمن صاحب)	عہ؍
آئین قیصری	(از شمس العلماء منشی ذکاء اللہ صاحب)	عہ
اسم اعظم	(سوانح غوث اعظم)	عہ؍
اسرار نماز	(ترجمہ کتاب امام محمد غزالی رحمۃ اللہ)	۴؍
اسلام	ترجمہ لیکچر مسز اینی بسنٹ	۳؍
اردوئے معلّیٰ	(مرزا غالب کے رقعات کا مجموعہ)	عہ؍
اویماق مغول	(تاریخ اقوام مغل)	عہ؍
ارمانوسہ	(مترجمہ مولوی محمد علیم انصاری) اسلامی تاریخی ناول ..	۶
ابو مسلم خراسانی	(دلچسپ ناول مترجمہ مولوی عبد العلیم صاحب عربی ناول کا ترجمہ)	عہ؍
تذکرۃ المصطفیٰ	(از سید نواب علی خان صاحب ایم اے)	عہ؍
تاریخ القرآن	(مولوی محمد اسلم صاحب جیراجپوری)	عہ
ہندو رانیاں	.. ..	۸؍
صناعۃ العرب	(از مولانا عبد اللہ العمادی)	۳؍
ابن عربی	(از مولانا عبد اللہ العمادی)	۲؍

المشتہر منیجر بک ڈپو وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر